قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿٣١﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى
بولا پھر کیا مطلب ہے تمہارا اے بھیجے ہوؤ ف۱ وہ بولے ہم کو بھیجا ہے ایک
قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿٣٢﴾ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ﴿٣٣﴾ مُّسَوَّمَةً
گنہگار قوم پر کہ چھوڑیں ہم اُن پر پتھر مٹی کے ف۲ نشان پڑے ہوئے
عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿٣٤﴾ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٣٥﴾
تیرے رب کے یہاں سے حد سے نکل چلنے والوں کیلئے ف۳ پھر بچا نکالا ہم نے جو تھا وہاں ایمان والا
فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٣٦﴾ وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً
پھر نہ پایا ہم نے اُس جگہ سوائے ایک گھر کے مسلمانوں سے ف۴ اور باقی رکھا ہم نے اسمیں نشان
لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٣٧﴾ وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى
اُن لوگوں کے لئے جو ڈرتے ہیں عذاب دردناک سے ف۵ اور نشانی ہے موسٰی کے حال میں جب بھیجا ہم نے اسکو
فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٨﴾ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿٣٩﴾
فرعون کے پاس دے کر کھلی سند ف۶ پھر اُس نے منہ موڑ لیا اپنے زور پر اور بولا یہ جادوگر ہے یا دیوانہ ف۷
فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿٤٠﴾ وَفِيْ عَادٍ اِذْ
پھر پکڑا ہم نے اُس کو اور اُسکے لشکروں کو، پھر پھینک دیا اُنکو دریا میں اور اُس پر لگا الزام ف۸ اور نشانی ہے عاد میں جب
اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ﴿٤١﴾ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا
بھیجی ہم نے اُن پر ہوا خیر سے خالی نہیں چھوڑتی کسی چیز کو جس پر گذرے کہ نہ
جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ﴿٤٢﴾ وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ﴿٤٣﴾
کر ڈالے اُس کو جیسے چورا ف۹ اور نشانی ہے ثمود میں جب کہا اُن کو برت لو ایک وقت تک ف۱۰
فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿٤٤﴾ فَمَا
پھر شرارت کرنے لگے اپنے رب کے حکم سے پھر پکڑا اُن کو کڑک نے اور وہ دیکھتے تھے۔ پھر نہ
اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ﴿٤٥﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ
ہوسکا اُن سے کہ اُٹھیں اور نہ ہوئے کہ بدلہ لیں ف۱۱ اور ہلاک کیا نوح کی قوم کو

ف۱ یعنی ابراہیمؑ نے فرشتوں سے پوچھا کہ آخر تم کس مہم کے لئے آئے ہو۔ اندازہ سے سمجھے ہونگے کہ ضرور کسی اور اہم مقصد کے لئے اُن کا نزول ہوا ہے۔

ف۲ یعنی قوم لُوط کی سزا دہی کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ تاکنکر کے پتھر برسا کر اُن کو ہلاک کریں۔ "مِنْ طِیْنٍ" کی قید سے معلوم ہوگیا کہ یہ اولوں کی بارش نہ تھی جس کو توسُّعاً پتھر کہہ دیا جاتا ہے۔

ف۳ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِن پتھروں پر نشان کر دیے گئے ہیں۔ یہ عذاب کے پتھر خاص اُن ہی کو لگیں گے جو عقل، دین اور فطرت کی حد سے نکل چکے ہیں۔

ف۴ یعنی اس بستی میں صرف ایک حضرت لُوط کا گھرانا مسلمانی کا گھرانا تھا۔ اُس کو ہم نے عذاب سے محفوظ رکھا اور صاف بچا نکالا۔ باقی سب تباہ کر دیے گئے۔

ف۵ یعنی اب تک وہاں تباہی کے نشان موجود ہیں اور اُن کی غیر معمولی ہلاکت کے قصہ میں ڈرنے والوں کے لئے عبرت کا سامان ہے۔

ف۶ یعنی معجزات و براہین۔

ف۷ یعنی زور و قوت پر مغرور ہو کر حق کی طرف سے مُنہ پھیر لیا۔ اور اپنی قوم اور ارکان سلطنت کو بھی ساتھ لے ڈوبا۔ کہنے لگا کہ موسٰی یا تو چالاک جادوگر ہے اور یا دیوانہ ہے۔ دو حال سے خالی نہیں۔

ف۸ یعنی ہم نے زیادتی نہیں کی۔ الزام اُسی پر ہے کہ اُس نے کفر اور سرکشی اختیار کی۔ سمجھانے پر بھی باز نہ آیا۔ آخر جو بویا تھا وہی کاٹا۔

ف۹ یعنی عذاب کی آندھی آئی جو خیر و برکت سے یکسر خالی تھی۔ اُس نے مجرموں کی جڑ کاٹ ڈالی اور جس چیز پر گذری اُس کا چورا کر کے رکھ دیا۔

ف۱۰ یعنی حضرت صالحؑ نے فرمایا کہ اچھا کچھ دن اور دنیا کے مزے اڑا لو، اور یہاں کا سامان برت لو۔ آخر عذاب الٰہی میں پکڑے جاؤ گے۔

ف۱۱ یعنی اُن کی شرارت روز بروز بڑھتی گئی۔ آخر عذاب الٰہی نے آلیا ایک کڑک ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے سب ٹھنڈے ہو گئے۔ وہ سب زور و طاقت اور متکبرانہ دعوے اور طنطنے خاک میں مل گئے کسی ایک سے اتنا بھی نہ ہوا کہ پچھاڑ کھانے کے بعد ذرا اُٹھ کھڑا ہوتا۔ بھلا بدلہ تو کیا لے سکتے تھے اور اپنی مدد پر کسے بُلاتے۔

ع ۲ ۲۳ ۱

قَبۡلُ ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمًا فٰسِقِيۡنَ ﴿۴۶﴾ وَالسَّمَآءَ بَنَيۡنٰهَا بِاَيۡىدٍ وَّاِنَّا

اس سے پہلے تحقیق وہ تھے لوگ نافرمان ف۱ اور بنایا ہم نے آسمان ہاتھ کے بل سے اور ہم کو

لَمُوۡسِعُوۡنَ ﴿۴۷﴾ وَالۡاَرۡضَ فَرَشۡنٰهَا فَنِعۡمَ الۡمٰهِدُوۡنَ ﴿۴۸﴾ وَمِنۡ كُلِّ

سب مقدور ہے ف۲ اور زمین کو بچھایا ہم نے سو کیا خوب بچھانا جانتے ہیں ہم ف۳ اور ہر

شَىۡءٍ خَلَقۡنَا زَوۡجَيۡنِ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۴۹﴾ فَفِرُّوۡۤا اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنِّىۡ

چیز کے بنائے ہم نے جوڑے تاکہ تم دھیان کرو ف۴ سو بھاگو اللہ کی طرف میں

لَـكُمۡ مِّنۡهُ نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌ ۚ ﴿۵۰﴾ وَلَا تَجۡعَلُوۡا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ اِنِّىۡ لَـكُمۡ

تم کو اُس کی طرف سے ڈر سناتا ہوں کھول کر، اور مت ٹھہراؤ اللہ کے ساتھ اور کسی کو معبود میں تم کو

مِّنۡهُ نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌ ۚ ﴿۵۱﴾ كَذٰلِكَ مَاۤ اَتَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ

اُس کی طرف سے ڈر سناتا ہوں کھول کر ف۵ اسی طرح ان سے پہلے لوگوں کے پاس جو رسول آیا

اِلَّا قَالُوۡا سَاحِرٌ اَوۡ مَجۡنُوۡنٌ ۚ ﴿۵۲﴾ اَتَوَاصَوۡا بِهٖ ۚ بَلۡ هُمۡ قَوۡمٌ طَاغُوۡنَ ۚ ﴿۵۳﴾

اسکو یہی کہا کہ جادوگر ہے یا دیوانہ ف۶ کیا یہی وصیت کر مرے ہیں ایکدوسرے کو کوئی نہیں پر یہ لوگ شریر ہیں ف۷

فَتَوَلَّ عَنۡهُمۡ فَمَاۤ اَنۡتَ بِمَلُوۡمٍ ﴿۵۴﴾ وَّذَكِّرۡ فَاِنَّ الذِّكۡرٰى تَنۡفَعُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۵۵﴾

سو تو لوٹ آ انکی طرف سے اب تجھ پر نہیں ہے الزام اور سمجھاتا رہ کہ سمجھانا کام آتا ہے ایمان والوں کو ف۸

وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِيَعۡبُدُوۡنِ ﴿۵۶﴾ مَاۤ اُرِيۡدُ مِنۡهُمۡ مِّنۡ

اور میں نے جو بنائے جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو ف۹ میں نہیں چاہتا ان سے

رِّزۡقٍ وَّمَاۤ اُرِيۡدُ اَنۡ يُّطۡعِمُوۡنِ ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الۡقُوَّةِ

روزینہ اور نہیں چاہتا کہ مجھ کو کھلائیں اللہ جو ہے وہی ہے روزی دینے والا زور آور

الۡمَتِيۡنُ ﴿۵۸﴾ فَاِنَّ لِلَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا ذَنُوۡبًا مِّثۡلَ ذَنُوۡبِ اَصۡحٰبِهِمۡ فَلَا

مضبوط ف۱۰ سو ان گنہگاروں کا بھی ڈول بھر چکا ہے جیسے ڈول بھرا انکے ساتھیوں کا اب

ع ۳ ۱۴ ۲

يَسۡتَعۡجِلُوۡنِ ﴿۵۹﴾ فَوَيۡلٌ لِّلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ يَّوۡمِهِمُ الَّذِىۡ يُوۡعَدُوۡنَ ﴿۶۰﴾

مجھ سے جلدی نہ کریں ف۱۱ سو خرابی ہے منکروں کو انکے اس دن سے جس کا ان سے وعدہ ہو چکا ہے ف۱۲

ف۱ یعنی ان اقوام سے پہلے نوحؑ کی قوم اپنی بغاوت اور سرکشی کی بدولت تباہ کی جاچکی ہے وہ لوگ بھی نافرمانی میں حد سے نکل گئے تھے۔

ف۲ یعنی آسمان جیسی وسیع چیز اپنی قدرت سے پیدا کی اور اس سے بھی بڑی چیزیں پیدا کرے تو کیا مشکل ہے۔

ف۳ یعنی زمین و آسمان سب خدا کے پیدا کئے ہوئے اور اُسی کے قبضہ میں ہیں پھر اُس کا مجرم بھاگ کر کہاں پناہ لے سکتا ہے۔ نیز خالق کائنات کی عجیب و غریب کاریگری میں آدمی غور کرے تو اُسی کا ہو رہے۔

ف۴ یعنی نر اور مادہ جیسا کہ ابن زید نے کہا۔ اور آج جدید حکماء اس کا اعتراف کر رہے ہیں کہ ہر ایک نوع میں نر اور مادہ کی تقسیم پائی جاتی ہے۔ اور یا "زوجین" سے متقابل و متضاد چیزیں مراد ہیں۔ مثلاً رات دن، زمین آسمان، اندھیرا اُجالا، سیاہی سفیدی، صحت و مرض، کفر و ایمان، و غیر ذٰلک۔

ف۵ یعنی جب زمین و آسمان اور تمام کائنات ایک اللہ کی پیدا کی ہوئی اور اُسی کے زیر حکومت ہے تو بندہ کو چاہئے ہر جانب سے ہٹ کر اُسی کی طرف بھاگے۔ اگر اُس کی طرف نہ بھاگا اور رجوع نہ ہوا تو یہ بہت ڈر کی چیز ہے۔ یا کسی اور ہستی کی طرف رجوع ہو گیا تو یہ بھی ڈر کی بات ہے ان دونوں صورتوں کے خوفناک انجام سے میں تم کو صاف صاف ڈراتا ہوں۔

ف۶ یعنی ایسی صاف تنبیہ و انذار پر اگر یہ منکرین کان نہ دھریں تو غم نہ کیجئے۔ ان سے پہلے جن کافر قوموں کی طرف کوئی پیغمبر آیا، اسی طرح جادوگر یا دیوانہ کہہ کر اس کی نصیحتوں کو ہنسی میں اُڑا دیا۔

ف۷ یعنی ہر زمانہ کے کافر اس بات میں ایسے متفق اللفظ ہیں کہ گویا ایک دوسرے کو وصیت کر مرے ہیں کہ جو رسول آئے اُسے ساحر یا مجنون کہہ کر چھوڑ دینا۔ اور واقع میں وصیت تو کہاں کرتے، البتہ شرارت کے عنصر میں سب شریک ہیں۔ اور یہی اشتراک پچھلے شریروں سے وہ الفاظ کہلواتا ہے جو اگلے شریروں نے کہے تھے۔

ف۸ یعنی آپ فرض دعوت و تبلیغ کما حقہٗ ادا کر چکے۔ اب زیادہ پیچھے پڑنے اور غم کرنے کی ضرورت نہیں۔ نہ ماننے کا جو کچھ الزام رہیگا ان ہی معاندین پر رہیگا۔ ہاں سمجھانا آپ کا کام ہے، سو یہ سلسلہ جاری رکھیے جس کی قسمت میں ایمان لانا ہو گا اُس کو یہ سمجھانا کام دیگا، جو ایمان لا چکے ہیں اُن کو مزید نفع پہنچیگا، اور منکروں پر خدا کی حجت تمام ہو گی۔

ف۹ یعنی اُن کے پیدا کرنے سے شرعاً بندگی مطلوب ہے۔ اسی لئے اُن میں خلقۃً ایسی استعداد رکھی ہے کہ چاہیں تو اپنے اختیار سے بندگی کی راہ پر چل سکیں یوں ارادۂ کونیہ قدریہ کے اعتبار سے تو ہر چیز اُس کے حکم تکوینی کے سامنے عاجز اور بے بس ہے لیکن ایک وقت آئیگا جب سب بندے اپنے ارادہ سے تخلیق عالم کی اس غرض شرعی کو پورا کرینگے۔ بہر حال آپ سمجھاتے رہئے کہ سمجھانے ہی سے یہ مطلوب شرعی حاصل ہو سکتا ہے۔

ف۱۰ یعنی اُن کی بندگی سے میرا کچھ فائدہ نہیں، اُن ہی کا نفع ہے میں وہ مالک نہیں جو غلاموں سے کہے میرے لئے کما کر لاؤ یا میرے سامنے کھانا لا کر رکھو۔ میری ذات ان تخیلات سے پاک اور برتر ہے۔ میں اُن سے اپنے لیے روزی کیا طلب کرتا، خود اُن کو اپنے پاس سے روزی پہنچاتا ہوں بھلا مجھ جیسے زور آور اور قادر و توانا کو تمہاری خدمات کی کیا حاجت ہو سکتی ہے۔ بندگی کا حکم صرف اس لئے دیا گیا ہے کہ تم میری شہنشاہی اور عظمت و کبریائی کا قولاً و فعلاً اعتراف کر کے میرے خصوصی الطاف و مراحم کے مورد و مستحق بنو۔ ؎ من نہ کردم خلق تا سودے کنم بلکہ تا بر بندگاں جودے کنم۔

ف۱۱ یعنی اگر یہ ظالم بندگی کی طرف نہیں آتے تو سمجھ لو کہ دوسرے ظالموں کی طرح ان کا ڈول بھی بھر چکا ہے بس اب ڈوبا چاہتا ہے۔ خواہ مخواہ سزا میں جلدی نہ مچائیں۔ جیسے دوسرے کافروں کو خدائی سزا کا حصہ پہنچا، ان کو بھی پہنچ کر رہیگا۔

ف۱۲ یعنی قیامت کا دن۔ یا اُس سے پہلے ہی کوئی دن سزا کا آجائے۔ چنانچہ مشرکین مکہ کو "بدر" میں خاصی سزا مل گئی۔ تم سورۃ الذاریات وللہ الحمد۔

سُوْرَةُ الطُّوْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ طور مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی انچاس آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالطُّوْرِ ۝۱ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝۲ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝۳ وَّالْبَيْتِ

قسم ہے طور کی ف۱ اور لکھی ہوئی کتاب کی کشادہ ورق میں ف۲ اور آباد

الْمَعْمُوْرِ ۝۴ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۝۵ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۝۶ اِنَّ عَذَابَ

گھر کی ف۳ اور اونچی چھت کی ف۴ اور ابلتے ہوئے دریا کی ف۵ بیشک عذاب

رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝۷ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۝۸ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۝۹ وَّتَسِيْرُ

تیرے رب کا ہو کر رہے گا اُس کو کوئی نہیں ہٹانیوالا ف۶ جس دن لرزے آسمان کپکپا کر ف۷ اور پھریں

الْجِبَالُ سَيْرًا ۝۱۰ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝۱۱ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ

پہاڑ چل کر ف۸ سو خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کو جو باتیں بناتے ہیں

يَّلْعَبُوْنَ ۝۱۲ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۝۱۳ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ

کھیلتے ہوئے ف۹ جس دن کہ دھکیلے جائیں دوزخ کی طرف دھکیل کر یہ ہے وہ آگ جس کو

كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝۱۴ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ۝۱۵ اِصْلَوْهَا

تم جھوٹ جانتے تھے ف۱۰ اب بھلا یہ جادو ہے یا تم کو نہیں سوجھتا ف۱۱ چلے جاؤ اُس کے اندر

وقف لازم

فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ

پھر تم صبر کرو یا نہ صبر کرو تم کو برابر ہے وہی بدلہ پاؤ گے جو کچھ تم

تَعْمَلُوْنَ ۝۱۶ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ۝۱۷ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ

کرتے تھے ف۱۲ جو ڈرنے والے ہیں وہ باغوں میں ہیں اور نعمت میں میوے کھاتے ہوئے جو اُن کو دیئے اُنکے رب نے

وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝۱۸ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـــًٔـا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۹

اور بچایا اُنکے رب نے دوزخ کے عذاب سے ف۱۳ کھاؤ اور پیو رچتا ہوا بدلہ اُن کاموں کا جو تم کرتے تھے

ف۱ یعنی کوہِ "طور" جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ نے کلام کیا۔

ف۲ اس کتاب سے شاید لوحِ محفوظ مراد ہو یا لوگوں کا اعمالنامہ یا قرآن کریم یا طور کی مناسبت سے تورات یا عام کتب سماویہ سب احتمالات ہیں۔

ف۳ شاید کعبہ کو کہا یا ساتویں آسمان پر خانہ کعبہ کی ٹھیک محاذات میں فرشتوں کا کعبہ ہے اُس کو "بیت معمور" کہتے ہیں جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔

ف۴ یعنی آسمان کی قسم جو زمین کے اُوپر ایک چھت کی طرح ہے اور یا سقف مرفوع "عرش عظیم" کو کہا جو تمام آسمانوں کے اُوپر ہے اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنت کی چھت ہے۔

ف۵ دنیا کے اُبلتے ہوئے دریا مُراد ہوں، یا وہ عظیم الشان دریا مُراد ہو جس کا وجود عرش عظیم کے نیچے اور آسمانوں کے اوپر روایات سے ثابت ہوا ہے۔

ف۶ یعنی یہ تمام چیزیں جن کی قسم کھائی شہادت دیتی ہیں کہ وہ خدا بہت بڑی قدرت و عظمت والا ہے۔ پھر اُس کی نافرمانی کرنیوالوں پر عذاب کیوں نہیں آئیگا۔ اور کس کی طاقت ہے جو اسکے بھیجے ہوئے عذاب کو الٹا واپس کر دیگا۔

ف۷ یعنی آسمان لرز کر اور کپکپا کر پھٹ پڑیگا۔

ف۸ یعنی پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دینگے اور روئی کے گالوں کی طرح اُڑتے پھریں گے۔

ف۹ یعنی جو آج کھیل کود میں مشغول ہو کر طرح طرح کی باتیں بناتے اور آخرت کی تکذیب کرتے ہیں۔ اُن کے لئے اس روز سخت خرابی اور تباہی ہے۔

ف۱۰ یعنی فرشتے اُن کو سخت ذلت کے ساتھ دھکیلتے ہوئے دوزخ کی طرف لے جائینگے اور وہاں پہنچا کر کہا جائیگا کہ یہ وہ آگ حاضر ہے جس کو تم جھوٹ جانتے تھے۔

ف۱۱ یعنی تم دنیا میں انبیاء کو جادوگر اور اُن کی وحی کو جادو کہا کرتے تھے ذرا اب بتلاؤ کہ یہ دوزخ جس کی خبر انبیاء نے دی تھی کیا واقعی جادو یا نظربندی ہے یا جیسے دنیا میں تم کو کچھ سوجھتا نہ تھا، اب بھی نہیں سوجھتا۔

ف۱۲ یعنی دوزخ میں پڑ کر اگر گھبراؤ اور چلاؤ گے، تب کوئی فریاد کو پہنچنے والا نہیں۔ اور بفرضِ محال صبر کر کے چُپ ہو رہو تب تم پر کوئی رحم کھانے والا نہیں۔ غرض دونوں حالتیں برابر ہیں۔ اس جیلخانہ سے نکلنے کی تمہارے لئے کوئی سبیل نہیں۔ جو کرتوت دنیا میں کئے تھے اُن کی سزا یہی حبس دوام اور ابدی عذاب ہے۔

ف۱۳ یعنی جو دنیا میں اللہ سے ڈرتے تھے۔ وہاں بالکل مامون اور بےفکر ہونگے۔ ہر قسم کے عیش و آرام کے سامان اُن کے لئے حاضر رہیں گے اور یہ ہی انعام کیا کم ہے کہ دوزخ کے عذاب سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے گا۔

مُتَّكِـِٔيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿٢٠﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

تکیہ لگائے بیٹھے تختوں پر برابر بچھے ہوئے قطار باندھ کر ف۱ اور بیاہ دیں ہم نے انکو حوریں بڑی آنکھوں والیاں اور جو لوگ یقین لائے

وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ

اور اُن کی راہ پر چلی انکی اولاد ایمان سے پہنچا دیا ہمنے اُن تک اُن کی اولاد کو اور گھٹایا نہیں ہمنے اُن سے اُن کا کیا

مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿٢١﴾ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ

ذرا بھی ف۲ ہر آدمی اپنی کمائی میں پھنسا ہے ف۳ اور تار لگا دیا ہمنے اُن پر میووں کا اور گوشت کا

مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿٢٢﴾ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ﴿٢٣﴾ وَ

جس چیز کو جی چاہے ف۴ جھپٹتے ہیں وہاں پیالہ نہ بکنا ہے اُس شراب میں اور نہ گناہ میں ڈالنا ف۵ اور

يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿٢٤﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ

پھرتے ہیں اُن کے پاس چھوکرے اُن کے گویا وہ موتی ہیں اپنے غلاف کے اندر ف۶ اور مُنہ کیا بعضوں نے

عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَاۗءَلُوْنَ ﴿٢٥﴾ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ﴿٢٦﴾

دوسروں کی طرف آپس میں پوچھتے ہوئے بولے ہم بھی تھے اس سے پہلے اپنے گھروں میں ڈرتے رہتے

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿٢٧﴾ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ۭ

پھر احسان کیا اللہ نے ہم پر اور بچا دیا ہم کو لُو کے عذاب سے ہم پہلے سے پکارتے تھے اُس کو

اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴿٢٨﴾ ع فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّ

بیشک وہی ہے نیک سلوک والا مہربان ف۷ اب تو سمجھا دے کہ تُو اپنے رب کے فضل سے نہ جنوں سے خبر لینے والا ہے اور

لَا مَجْنُوْنٍ ﴿٢٩﴾ ۭ اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ﴿٣٠﴾ قُلْ

نہ دیوانہ ف۸ کیا کہتے ہیں یہ شاعر ہے ہم منتظر ہیں اُس پر گردش زمانہ کے ف۹ تو کہہ

تَرَبَّصُوْا فَاِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ﴿٣١﴾ ۭ اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ

تم منتظر رہو کہ میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں ف۱۰ کیا اُن کی عقلیں یہی سکھلاتی ہیں

بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿٣٢﴾ ۚ اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٣﴾ ۚ

اُن کو یا یہ لوگ شرارت پر ہیں ف۱۱ یا کہتے ہیں یہ قرآن خود بنا لایا، کوئی نہیں پر وہ یقین نہیں کرتے

ف۱ یعنی جنتیوں کی مجلس اس طرح ہوگی کہ سب جنتی بادشاہوں کی طرح اپنے اپنے تخت پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہونگے اور اُن کی ترتیب نہایت قرینہ سے ہوگی۔

ف۲ یعنی کاملوں کی اولاد اور متعلقین اگر ایمان پر قائم ہوں اور اُن ہی کاملوں کی راہ پر چلیں۔ جو خدمات اُن کے بزرگوں نے انجام دی تھیں یہ بھی اُنکی تکمیل میں ساعی ہوں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُن کو جنت میں اُن ہی کے ساتھ ملحق کر دیگا۔ گو ان کے اعمال و احوال اُن کے اعمال و احوال سے کمّاً و کیفاً فروتر ہوں۔ تاہم اُن بزرگوں کے اکرام اور عزت افزائی کے لئے اِن تابعین کو اُن متبوعین کے جوار میں رکھا جائیگا۔ اور ممکن ہے بعض کو بالکل اُن ہی کے مقام اور درجہ پر پہنچا دیا جائے جیسا کہ روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس صورت میں یہ گمان نہ کیا جائے کہ اُن کاملین کی بعض نیکیوں کا ثواب کاٹ کر ذریت کو دیدیا جائیگا۔ نہیں، یہ محض اللہ کا فضل و احسان ہوگا کہ قاصرین کو ذرا ابھار کر اُوپر کاملین کے مقام تک پہنچا دیا جائے۔

(تنبیہ) احقر نے "وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ" کا جو مطلب لیا ہے، صحیح بخاری کی یہ حدیث اُس کے مناسب معلوم ہوتی ہے "قَالَتِ الْاَنْصَارُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ اَتْبَاعًا وَاِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَ اَتْبَاعَنَا مِنَّا۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَتْبَاعَهُمْ مِنْهُمْ"

ف۳ اُوپر فضل کا بیان تھا۔ یہاں عدل کا ضابطہ بتلا دیا یعنی عدل کا مقتضاء یہ ہے کہ جس آدمی نے جو کچھ اچھا یا بُرا عمل کیا ہے، اُسی کے موافق بدلہ پائے۔ آگے اللہ کا فضل ہے کہ وہ کسی کی تقصیر معاف فرمادے یا کسی کا درجہ بلند کر دے۔

ف۴ یعنی جس قسم کا گوشت مرغوب ہو اور جس جس میوے کو دل چاہے، بلا توقف لگاتار حاضر کئے جائینگے۔

ف۵ یعنی شراب طہور کا دَور جب چلیگا تو جنتی بطور خوش طبعی کے ایک دوسرے سے چھینا جھپٹی کرینگے۔ لیکن اس شراب میں محض نشاط اور لذت ہوگی۔ نشہ، بکواس اور فتور عقل وغیرہ کچھ نہ ہوگا۔ نہ کوئی گناہ کی بات ہوگی۔

ف۶ یعنی جیسے موتی اپنے غلاف کے اندر بالکل صاف و شفاف رہتا ہے گرد و غبار کچھ نہیں پہنچتا۔ یہ ہی حال اُن کی صفائی اور پاکیزگی کا ہوگا۔

ف۷ یعنی جنتی اُس وقت ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر باتیں کرینگے اور غایت مسرت و امتنان سے کہیں گے کہ بھائی ہم دنیا میں ڈرتے رہتے تھے کہ دیکھیے مرنے کے بعد کیا انجام ہو۔ یہ کھٹکا برابر لگا رہتا تھا۔ اللہ کا احسان دیکھو کہ آج اُس نے کیسا مامون و مطمئن کر دیا کہ دوزخ کی بھاپ بھی ہم کو نہیں لگی۔ ہم اپنے رب کو ڈر کر اور امید باندھ کر پکارا کرتے تھے۔ آج دیکھ لیا کہ اُس نے اپنی مہربانی سے ہماری پکار سُنی اور ہمارے ساتھ کیسا اچھا سلوک کیا۔

ف۸ کفار حضورؐ کو کبھی دیوانہ کہتے، کبھی کاہن یعنی جنوں اور شیطانوں سے کچھ جھوٹی سچی خبریں لیکر چلتی کر دیتے ہیں۔ اتنا نہیں سمجھتے تھے کہ آج تک کسی کاہن اور دیوانے نے ایسی اعلیٰ درجہ کی نصیحتیں اور حکیمانہ اصول، اس طرح کے صاف شستہ اور شائستہ طرز میں بیان کئے ہیں۔ اسی لئے فرمایا کہ آپ اِن کو بھلا بُرا سمجھاتے رہیے اور پیغمبرانہ نصیحتیں کرتے رہیے۔ اِن کی بکواس سے دلگیر نہ ہوں۔ جب اللہ کے فضل و رحمت سے نہ آپ کاہن ہیں نہ مجنون، بلکہ اُس کے مقدس رسول ہیں تو نصیحت کرتے رہنا آپ کا فرض منصبی ہے۔

ف۹ یعنی پیغمبر جو اللہ کی باتیں سُناتا اور نصیحت کرتا ہے، کیا یہ لوگ اس لئے قبول نہیں کرتے کہ آپ کو محض ایک شاعر سمجھتے ہیں اور اس بات کے منتظر ہیں کہ جس طرح قدیم زمانہ کے بہت سے شعراء گردش زمانہ سے یونہی مر مرا کر ختم ہو گئے ہیں، یہ بھی ٹھنڈے ہو جائینگے۔ کوئی کامیاب مستقبل ان کے ہاتھ میں نہیں محض چند روز کی وقتی واہ واہ ہے اور بس۔

ف۱۰ یعنی اچھا تم میرا انجام دیکھتے رہو۔ میں تمہارا دیکھتا ہوں۔ عنقریب کھُل جائیگا کہ کون کامیاب ہے، کون خائب و خاسر۔

ف۱۱ یعنی پیغمبر کو مجنون کہہ کر گویا اپنے کو بڑا عقلمند ثابت کرتے ہیں۔ کیا اُن کی عقل و دانش نے یہی سکھلایا ہے کہ ایک انتہائی صادق، امین، عاقل و فرزانہ اور سچے پیغمبر کو شاعر یا کاہن یا دیوانہ قرار دیکر نظر انداز کر دیا جائے۔ اگر شاعروں اور پیغمبروں کے کلام میں تمیز بھی نہیں کر سکتے تو کیسے عقلمند ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دل میں سمجھتے سب کچھ ہیں مگر محض شرارت اور کجروی سے باتیں بناتے ہیں۔

ف یعنی کیا یہ خیال ہے کہ پیغمبر جو کچھ سُنا رہا ہے وہ اللہ کا کلام نہیں؟ بلکہ اپنے دل سے گھڑلایا؟ اور جھوٹ موٹ خدا کی طرف منسوب کر دیا؟ سو نہ ماننے کے ہزار بہانے۔ جو شخص ایک بات پر یقین نہ رکھے اور اُسے تسلیم نہ کرنا چاہے وہ اسی طرح کے بے سروپا احتمالات نکالا کرتا ہے ورنہ آدمی ماننا چاہے تو اتنی بات سمجھنے کے لئے کافی ہے کہ وہ دنیا کی تمام طاقتوں کو اکٹھا کر کے بھی اس قرآن کا مثل نہیں لا سکتے۔ اور جیسے خدا کی زمین جیسی زمین، اور اُس کے آسمان جیسا آسمان بنانا کسی سے ممکن نہیں، اُس کے قرآن جیسا قرآن بنالانا بھی محال ہے۔ ف۲ یعنی پیغمبرِ خدا کی بات کیوں نہیں مانتے۔ کیا اُنکے اُوپر کوئی خدا نہیں جس کی بات ماننا اُن کے ذمہ لازم ہو۔ کیا بغیر کسی پیدا کرنیوالے کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا خود اپنے آپ کو خدا سمجھتے ہیں؟ یا یہ خیال ہے کہ آسمان و زمین اُن کے بنائے ہوئے ہیں لہٰذا اس قلمرو میں جو چاہیں کرتے پھریں، کوئی اُن کو روکنے ٹوکنے کا اختیار نہیں رکھتا۔ یہ سب خیالات باطل اور مہمل ہیں۔ وہ بھی دِلوں میں جانتے ہیں کہ ضرور خدا موجود ہے جس نے اُن کو اور تمام زمین و آسمان کو نیست سے ہست کیا۔ مگر اس علم کے باوجود جو ایمان و یقین شرعاً مطلوب ہے اُس سے محروم اور بے بہرہ ہیں۔

فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ ﴿٣٤﴾ أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ
پھر چاہئے کہ لے آئیں کوئی بات اسی طرح کی اگر وہ سچے ہیں ف۱ کیا وہ بن گئے ہیں آپ ہی
شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ﴿٣٥﴾ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بَل لَّا يُوقِنُونَ ﴿٣٦﴾
آپ یا وہی ہیں بنانے والے یا انہوں نے بنایا آسمانوں کو اور زمین کو، کوئی نہیں پر وہ یقین نہیں کرتے ف۲
أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ ﴿٣٧﴾ أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ
کیا اُن کے پاس ہیں خزانے تیرے رب کے یا وہی داروغہ ہیں ف۳ کیا اُنکے پاس کوئی سیڑھی ہے
يَسْتَمِعُونَ فِيهِ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿٣٨﴾ أَمْ لَهُ الْبَنَاتُ
جس پر سن آتے ہیں تو چاہئے لے آئے جو سنتا ہے اُن میں ایک سند کھلی ہوئی ف۴ کیا اُسکے یہاں بیٹیاں ہیں
وَلَكُمُ الْبَنُونَ ﴿٣٩﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ﴿٤٠﴾ أَمْ
اور تمہارے یہاں بیٹے ف۵ کیا تو مانگتا ہے اُن سے کچھ بدلہ، سو اُن پر تاوان کا بوجھ ہے ف۶ کیا
عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿٤١﴾ أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا فَالَّذِينَ كَفَرُوا
اُن کو خبر ہے بھید کی سو وہ لکھ رکھتے ہیں ف۷ کیا چاہتے ہیں کچھ داؤ کرنا سو جو مُنکر ہیں
هُمُ الْمَكِيدُونَ ﴿٤٢﴾ أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٤٣﴾
وہی آتے ہیں داؤ میں ف۸ کیا اُن کا کوئی حاکم ہے اللہ کے سوائے وہ اللہ پاک ہے اُنکے شریک بنانے سے ف۹
وَإِن يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ﴿٤٤﴾ فَذَرْهُمْ
اور اگر دیکھیں ایک تختہ آسمان سے گرتا ہوا کہیں یہ بادل ہے گاڑھا ف۱۰ سو تو چھوڑ دے اُنکو
حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ ﴿٤٥﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ
یہاں تک کہ دیکھ لیں اپنے اُس دن کو جس میں اُن پر پڑیگی بجلی کی کڑک جس دن کام نہ آئیگا اُن کو
كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿٤٦﴾ وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ
اُن کا داؤ ذرا بھی اور نہ اُن کو مدد پہنچے گی ف۱۱ اور ان گنہگاروں کے لئے ایک عذاب ہے اُس سے
ذَٰلِكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٤٧﴾ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا
ورے پر بہت اُن میں کے نہیں جانتے ف۱۲ اور تو ٹھہرا رہ منتظر اپنے رب کے حکم کا تو تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے ف۱۳

منزل ٧

ف۳ یعنی کیا یہ خیال ہے کہ زمین و آسمان گو خدا کے بنائے ہوئے ہیں مگر اُس نے اپنے خزانوں کا مالک اِن کو بنا دیا ہے؟ یا اُس کے مُلک اور خزانوں پر انہوں نے زور سے تسلّط اور قبضہ حاصل کر لیا ہے پھر ایسے صاحب تصرّف و اقتدار ہو کر وہ کسی کے مطیع و مُنقاد کیوں بنیں۔

ف۴ یعنی کیا یہ دعوٰی ہے کہ وہ زینہ لگا کر آسمان پر چڑھ جاتے اور وہاں سے ملاءِ اعلٰی کی باتیں سُن آتے ہیں۔ پھر جب اُن کی رسائی براہِ راست اُس بارگاہ تک ہو تو کسی بشر کا اتباع کرنے کی کیا ضرورت رہی۔ جس کا یہ دعوٰی ہو تو بسم اللہ اپنی سند اور حجت پیش کرے۔

ف۵ یعنی کیا (معاذ اللہ) خدا کو اپنے سے گھٹیا سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ بیٹے اور بیٹیوں کی اس تقسیم سے مترشح ہوتا ہے اور اس لئے اُس کے احکام و ہدایات کے سامنے سرِ تسلیم جھکانا اپنی کسرِ شان سمجھتے ہیں۔

ف۶ یعنی کیا یہ لوگ آپ کی بات اس لئے نہیں مانتے کہ خدا نکردہ آپ اُن سے اس ارشاد و تبلیغ پر کوئی بھاری معاوضہ طلب کر رہے ہیں جس کے بوجھ سے وہ دبے جاتے ہیں۔

ف۷ یعنی کیا خود اُن پر اللہ اپنی وحی بھیجتا اور پیغمبروں کی طرح اپنے بھید پر مطلع کرتا ہے جسے یہ لوگ لکھ لیتے ہیں جیسے انبیاء کی وحی لکھی جاتی ہے۔ اس لئے اُن کو آپ کی پیروی کی ضرورت نہیں۔

ف۸ یعنی ان میں سے کوئی بات نہیں تو کیا پھر یہی اِرادہ ہے کہ پیغمبر کے ساتھ داؤ پیچ کھیلیں اور مکر و فریب اور خفیہ تدبیریں گانٹھ کر حق کو مغلوب یا نیست و نابود کر دیں۔ ایسا ہے تو یاد رہے کہ یہ داؤ پیچ سب اُن ہی پر اُلٹنے والے ہیں عنقریب پتہ لگ جائیگا کہ حق مغلوب ہوتا ہے یا وہ نابود ہوتے ہیں۔

ف۹ یعنی کیا خدا کے سوا کوئی اور حاکم اور معبود تجویز کر رکھے ہیں جو مصیبت پڑنے پر اُن کی مدد کرینگے؟ اور جن کی پرستش نے خدا کی طرف سے اُن کو بے نیاز کر رکھا ہے؟ سو یاد رہے کہ یہ سب اوہام و وساوس ہیں اللہ کی ذات اس سے پاک ہے کہ کوئی اُس کا شریک و مثیل یا مقابل و مزاحم ہو۔

ف۱۰ یعنی حقیقت میں ان میں سے کوئی بات نہیں۔ صرف ایک چیز ہے "ضد اور عناد" جس کی وجہ سے یہ لوگ ہر سچّی بات کے جھٹلانے پر تلے ہوئے ہیں۔ ان کی کیفیت تو یہ ہے کہ اگر ان کی فرمائش کے موافق فرض کیجئے آسمان سے ایک تختہ ان پر گرا دیا جائے تو دیکھتی آنکھوں اس کی بھی کوئی تاویل کر دینگے۔ مثلاً کہیں گے کہ یہ آسمان سے نہیں آیا۔ بادل کا ایک حصہ گاڑھا اور منجمد ہو کر گر پڑا ہے جیسے بڑے بڑے اولے کبھی کبھی گرتے ہیں بھلا ایسے متعصب معاندوں سے ماننے کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔

ف۱۱ یعنی ایسے معاندوں کے پیچھے پڑنے کی زیادہ ضرورت نہیں۔ چھوڑ دیجئے کہ چند روز اور کھیل لیں اور باتیں بنالیں۔ آخر وہ دن آنا ہے جب قہر الٰہی کی کڑک بجلی سے ان کے ہوش و حواس جاتے رہینگے۔ اور بچاؤ کی کوئی تدبیر کام نہ دیگی، نہ کسی طرف سے مدد پہنچے گی (غالباً اس سے آخرت کا دن مراد ہے)

ف۱۲ یعنی ان میں سے اکثروں کو خبر نہیں کہ آخرت کے عذاب سے ورے دنیا میں بھی اُن کے لئے ایک سزا ہے جو مل کر رہیگی۔ شاید یہ معرکہ "بدر" وغیرہ کی سزا ہو۔

ف۱۳ یعنی صبر و استقامت کے ساتھ اپنے رب کے حکم تکوینی و تشریعی کا انتظار کیجئے جو عنقریب آپ کے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے گا۔ اور آپ کو مخالفین کی طرف سے کچھ بھی نقصان نہ پہنچے گا کیونکہ آپ ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے زیرِ حفاظت ہیں۔

ف۱ یعنی صبر وتحمل اور سکون واطمینان کے ساتھ ہمہ وقت اللہ کی تسبیح وتحمید اور عبادت گذاری میں لگے رہیئے۔ خصوصاً جس وقت آپ سو کر اُٹھیں یا نماز کے لئے کھڑے ہوں، یا مجلس سے اُٹھ کر تشریف لیجائیں۔ اِن حالات میں تسبیح وغیرہ کی مزید ترغیب وتاکید آئی ہے۔ ف۲ "رات کے حصّہ" سے مراد شاید تہجد کا وقت ہو، اور تاروں کے پیٹھ پھیرنے کا وقت صبح کا وقت ہے کیونکہ صبح کا اُجالا ہوتے ہی ستارے غائب ہونے شروع ہوجاتے ہیں۔ تم سورۃ الطور وللہ الحمد والمنّۃ۔ ف۳ یعنی غروب ہو۔ ف۴ "رفیق" سے مُراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یعنی نہ آپ غلط فہمی کی بنا پر راستہ سے بہکے، نہ اپنے قصد واختیار سے جان بوجھ کر بے راہ چلے، بلکہ جس طرح آسمان کے ستارے طلوع سے لیکر غروب تک ایک مقرر رفتار سے معین راستہ پر چلے جاتے ہیں کبھی اِدھر اُدھر ہٹنے کا نام نہیں لیتے۔ آفتاب نبوّت بھی اللہ کے مقرر کیے ہوئے راستہ پر برابر چلا جاتا ہے ممکن نہیں کہ ایک قدم اِدھر یا اُدھر پڑجائے۔ ایسا ہو تو اُنکی بعثت سے جو غرض متعلق ہے وہ حاصل نہ ہو۔ انبیاء علیہم السلام آسمانِ نبوّت کے ستارے ہیں جنکی روشنی اور رفتار سے دنیا کی رہنمائی ہوتی ہے اور جس طرح تمام ستاروں کے غائب ہونیکے بعد آفتاب درخشاں طلوع ہوتا ہے۔ ایسے ہی تمام انبیاء کی تشریف بری کے بعد آفتاب محمدی مطلع عرب سے طلوع ہوا۔ پس اگر قدرت نے اِن ظاہری ستاروں کا نظام اس قدر محکم بنایا ہے کہ اُس میں کسی طرح کے تزلزل اور اختلال کی گنجائش نہیں تو ظاہر ہے کہ اِن باطنی ستاروں اور روحانی آفتاب وماہتاب کا انتظام کس قدر مضبوط ومحکم ہونا چاہیئے۔ جن سے ایک عالم کی ہدایت وسعادت وابستہ ہے۔

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿٤٨﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿٤٩﴾

اور پاکی بیان کر اپنے رب کی خوبیاں جس وقت تو اُٹھتا ہے ف۱ اور کچھ رات میں بول اُس کی پاکی اور پیٹھ پھیرتے وقت تاروں کے ف۲

سُوْرَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَانِ وَسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ نجم مکّہ میں نازل ہوئی اور اس کی باسٹھ آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ﴿١﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ﴿٢﴾ وَمَا يَنْطِقُ

قسم ہے تارے کی جب گرے ف۳ بہکا نہیں تمہارا رفیق اور نہ بے راہ چلا ف۴ اور نہیں بولتا

عَنِ الْهَوٰى ﴿٣﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴿٤﴾ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ﴿٥﴾

اپنے نفس کی خواہش سے، یہ تو حکم ہے بھیجا ہوا ف۵ اُس کو سکھلایا ہے سخت قوتوں والے نے،

ذُوْ مِرَّةٍ ۭ فَاسْتَوٰى ﴿٦﴾ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ﴿٧﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ﴿٨﴾

زور آور نے ف۶ پھر سیدھا بیٹھا اور وہ تھا اونچے کنارہ پر آسمان کے ف۷ پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ﴿٩﴾ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ﴿١٠﴾ مَا

پھر رہ گیا فرق دو کمان کی برابر یا اس سے بھی نزدیک، پھر حکم بھیجا اللہ نے اپنے بندہ پر جو بھیجا ف۸

كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ﴿١١﴾ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ﴿١٢﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً

جھوٹ نہیں کہا رسُول کے دل نے جو دیکھا ف۹ اب کیا تم اُس سے جھگڑتے ہو اُس پر جو اُسنے دیکھا ف۱۰ اور اُسکو اُسنے دیکھا ہے اُترتے ہوئے

اُخْرٰى ﴿١٣﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿١٤﴾ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ﴿١٥﴾ اِذْ يَغْشَى

ایک بار اور بھی سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اُس کے پاس ہے بہشت آرام سے رہنے کی ف۱۱ جب چھا رہا تھا

السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ﴿١٦﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿١٧﴾ لَقَدْ رَاٰى

اُس بیری پر جو کچھ چھا رہا تھا ف۱۲ بہکی نہیں نگاہ اور نہ حد سے بڑھی ف۱۳ بیشک دیکھے اُس نے

مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿١٨﴾ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿١٩﴾ وَمَنٰوةَ

اپنے رب کے بڑے نمونے ف۱۴ بھلا تم دیکھو تو لات اور عزّیٰ کو اور منات

ف۵ یعنی کوئی کام تو کیا۔ ایک حرف بھی آپکے دہن مبارک سے ایسا نہیں نکلتا جو خواہش نفس پر مبنی ہو۔ بلکہ آپ جو کچھ دین کے باب میں ارشاد فرماتے ہیں وہ اللہ کی بھیجی ہوئی وحی اور اُسکے حکم کے مطابق ہوتا ہے۔ اُس میں یہ وحی متلوّ کو "قرآن" اور غیر متلوّ کو "حدیث" کہا جاتا ہے۔

ف۶ یعنی وحی بھیجنے والا تو اصل میں اللہ تعالیٰ ہے لیکن جس کے ذریعہ سے وہ وحی آپ تک پہنچتی ہے اور جو بظاہر آپ کو سکھلاتا ہے وہ بہت سخت قوتوں والا، بڑا زور آور حسین ووجیہ فرشتہ ہے جسے "جبریل امین" کہتے ہیں۔ چنانچہ "سورۃ التکویر" میں جبریل کی نسبت فرمایا "اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ذِيْ قُوَّةٍ الخ"

ف۷ "اُونچے کنارے" سے اکثروں نے اُفق شرقی مُراد لیا ہے۔ جدھر سے صبح صادق نمودار ہوتی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتدائے نبوّت میں ایک مرتبہ حضرت جبریل اپنی اصلی صورت میں ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ اُس وقت آسمان ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک اُن کے وجود سے بھرا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ یہ غیر معمولی اور مہیب منظر پہلی مرتبہ آپنے دیکھا تھا۔ دیکھ کر گھبرائے تو سورۂ "مدثّر" اُتری۔

ف۸ یعنی جبریل اپنے اصلی مستقر سے تعلق رکھنے کے باوجود نیچے اُترے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر نزدیک ہوگئے کہ دونوں کے درمیان دو ہاتھ یا دو کمانوں سے زیادہ فاصلہ نہ تھا۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندہ (محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر وحی بھیجی۔ غالباً اس سے مُراد سورۂ "مدثّر" کی یہ آیات ہیں "یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ الخ" یا اور کچھ احکام ہونگے۔ (تنبیہ) "فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى" میں محققین کے نزدیک "اَوْ" شک کے لئے نہیں۔ بلکہ اِس قسم کی ترکیب پوری تاکید اور مبالغہ کے ساتھ زیادہ کی نفی کے لئے ہوتی ہے یعنی تعیین کرکے یہ بتلانا مقصود نہیں کہ "قوسین" کا فاصلہ تھا یا اس سے بھی کم، ہاں اتنا ظاہر کردینا ہے کہ کسی حال اور کسی طرح اس سے زائد نہ تھا۔ وفیہ اقوال اُخر ذکرہا المفسرون۔

ف۹ یعنی جبریل کو آپ نے آنکھ سے دیکھا اور اندر سے دل نے کہا کہ اس وقت آنکھ ٹھیک ٹھیک جبریل کو دیکھ رہی ہے، کوئی غلطی نہیں کر رہی کہ کچھ کا کچھ نظر آتا ہو۔ ایسا کہنے میں آپ کا دل سچا تھا۔ حق تعالیٰ اسی طرح پیغمبروں کے دلوں میں فرشتہ کی معرفت ڈال دیتے ہیں ورنہ رسُول کو خود اطمینان نہ ہو تو دوسروں کو اطمینان کہاں سے دے سکتا ہو سکتا ہے۔

ف۱۰ یعنی وحی بھیجنے والا اللہ، لانے والا فرشتہ جس کی صورت وسیرت نہایت پاکیزہ اور فہم وحفظ وغیرہ کی تمام قوتیں کامل، پھر اتنا قریب ہو کر وحی پہنچائے پیغمبر اُس کو اپنی آنکھ سے دیکھے، اُس کا صاف اور روشن دل اُس کی تصدیق کرے، تو کیا ایسی دیکھی بھالی چیز میں تم کو حق ہے کہ اُس سے فضول بحث وتکرار کرو اور جھگڑے نکالو۔ اِذَا الدُّتَّرَ الْهِلَالَ ...لِنَاسٍ رَاَوْهُ بِالْاَبْصَارِ۔

ف۱۱ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "دوسری بار جبریل کو اپنی اصلی صورت پر دیکھا معراج کی رات میں، سات آسمان سے اُوپر، جہاں درخت ہے بیری کا، وہ حد ہے نیچے اور اوپر کی، نیچے کے لوگ اُوپر نہیں پہنچتے اور اُوپر کے نیچے نہیں اُترتے، اُس کے پاس بہشت کو دیکھا" (تنبیہ) جس طرح جنت کے انگور، انار وغیرہ کو دنیا کے پھلوں اور میووں پر قیاس نہیں کرسکتے محض اشتراک اسمی ہے۔ اُس بیری کے درخت کو بھی یہاں کی بیریوں پر قیاس نہ کیا جائے اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ بیری کس طرح کی ہوگی۔ بہرحال وہ درخت اِدھر اور اُدھر کی سرحد پر واقع ہے جو اعمال وغیرہ اِدھر سے چڑھتے ہیں، اور جو احکام وغیرہ اُدھر سے اُترتے ہیں سب کا منتہیٰ وہ ہی ہے مجموعۂ روایات سے یوں سمجھ میں آتا ہے کہ اُس کی جڑ چھٹے آسمان میں اور پھیلاؤ ساتویں آسمان میں ہوگا۔ واللہ اعلم۔ ف۱۲ یعنی حق تعالیٰ کے انوار وتجلیات اُس درخت پر چھا رہے تھے۔ اور فرشتوں کی کثرت وہجوم کا یہ عالم تھا کہ ہر پتے کے ساتھ ایک فرشتہ نظر آتا تھا۔ بعض روایات میں ہے کہ "مَا يَغْشٰى" سنہری پروانے تھے یعنی نہایت خوش رنگ جنکے دیکھنے سے دل کھنچا جائے۔ اُس وقت درخت کی بہار اور رونق اور اُس کا حسن وجمال ایسا تھا کہ کسی مخلوق کی طاقت نہیں کہ لفظوں میں بیان کرسکے۔ شاید ابن عباسؓ وغیرہ کے قول کے موافق

(بقیہ صفحہ ٦٩٩)

الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿۲۰﴾ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ﴿۲۱﴾ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ

تیسرے پچھلے کو ف۱ کیا تم کو تو ملے بیٹے اور اُس کو بیٹیاں یہ بانٹا تو

ضِيْزٰى ﴿۲۲﴾ اِنْ هِيَ اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ

بہت بھونڈا ف۲ یہ سب نام ہیں جو رکھ لیے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے اللہ نے

اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ

نہیں آتاری اُنکی کوئی سند ف۳ محض اٹکل پر چلتے ہیں اور جو جیوں کی اُمنگ ہے

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ﴿۲۳﴾ ؕ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ﴿۲۴﴾ ۖ فَلِلّٰهِ

اور پہنچی ہے اُن کو اُن کے رب سے راہ کی سوجھ ف۴ کہیں آدمی کو ملتا ہے جو کچھ چاہے، سو اللہ کے

الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ ع وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ

ع ۲۵ ۵

ہاتھ ہے سب بھلائی پچھلی اور پہلی ف۵ اور بہت فرشتے ہیں آسمانوں میں کچھ کام نہیں آتی اُن کی

شَيْئًا اِلَّا مِنْ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴿۲۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

سفارش مگر جب حکم دے اللہ جس کے واسطے چاہے اور پسند کرے ف۶ جو لوگ

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾ وَمَا

یقین نہیں رکھتے آخرت کا وہ نام رکھتے ہیں فرشتوں کے زنانے نام اور

لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ

اُن کو اُس کی کچھ خبر نہیں محض اٹکل پر چلتے ہیں اور اٹکل کچھ کام نہ آئے

مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ﴿۲۸﴾ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ

ٹھیک بات میں ف۷ سو تو دھیان نہ کر اُس پر جو منہ موڑے ہماری یاد سے اور کچھ نہ چاہے

اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۲۹﴾ ؕ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ

مگر دنیا کا جینا بس یہیں تک پہنچی اُن کی سمجھ ف۸ تحقیق تیرا رب ہی

اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿۳۰﴾ وَلِلّٰهِ

خوب جانے اُس کو جو بہکا اُس کی راہ سے اور وہی خوب جانے اُس کو جو راہ پر آیا ف۹ اور اللہ کا ہے

بقیہ فوائد صفحہ ۶۹۸ - معراج میں جو اللہ کا دیدار حضورؐ کو ہوا اُس کا بیان اسی آیت کے ابہام میں منطوی و مندرج ہو۔ کیونکہ پہلی آیتوں کے متعلق تو عائشہ صدیقہؓ کی احادیث میں تصریح ہے کہ ان سے رؤیتِ ربّ مراد نہیں محض رؤیتِ جبریلؑ مراد ہے۔ ابن کثیرؒ نے مجاہدؒ سے جو ابن عباسؓ کے اخص اصحاب میں سے ہیں اسی آیت کے تحت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔ "کَانَ اَغْصَانُ السِّدْرَۃِ لُؤْلُؤًا وَیَاقُوْتًا وَزَبَرْجَدًا فَرَاٰهَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَرَاٰی رَبَّهٗ بِقَلْبِهٖ"۔ اور یہ رؤیت چونکہ صرف قلب سے نہ تھی بلکہ قلب اور بصر دونوں کو دیدار سے حصہ مل رہا تھا جیسا کہ "مَا زَاغَ الْبَصَرُ" سے ظاہر ہوتا ہے۔ شاید اسی لئے ابن عباسؓ نے طبرانی کی بعض روایات میں فرمایا "رَاٰهُ مَرَّتَیْنِ مَرَّۃً بِقَلْبِهٖ وَمَرَّۃً بِبَصَرِهٖ"۔ یہاں دو مرتبہ دیکھنے کا مطلب یہ ہو کہ ایک ہی وقت میں دو طرح دیکھا۔ (کما قالوا فی حدیث اِنْشَقَّ الْقَمَرُ فِرْقَتَیْنِ) ظاہری آنکھ سے بھی اور دل کی آنکھوں سے بھی لیکن یاد رہے کہ یہ رؤیت وہ نہیں جس کی نفی "لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ" میں کی گئی ہے کیونکہ اُس سے غرض احاطہ کی نفی کرنا ہے یعنی نگاہیں اُس کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔ علاوہ بریں ابن عباسؓ سے جب سوال کیا گیا کہ دعویٰ رؤیت، آیت "لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ" کے مخالف ہے تو فرمایا "وَیْحَكَ ذَاكَ اِذَا تَجَلّٰی بِنُوْرِهِ الَّذِیْ هُوَ نُوْرُهٗ" (رواہ الترمذی) معلوم ہوا کہ خداوند قدوس کی تجلیات و انوار متفاوت ہیں بعض انوار قاہرہ للبصر ہیں بعض نہیں۔ اور رؤیتِ رب فی الجملہ دونوں درجوں پر صادق آتی ہے۔ اور اسی لئے کہا جا سکتا ہے کہ جس درجہ کی رؤیت مومنین کو آخرت میں نصیب ہوگی جبکہ نگاہیں تیز کر دی جائیں گی جو اُس تجلّی کو برداشت کر سکیں۔ وہ دنیا میں کسی کو حاصل نہیں۔ ہاں ایک خاص درجہ کی رؤیت سیدنا محمد رسول اللہ صلعم کو شبِ معراج میں ابن عباسؓ کی روایت کے موافق میسر ہوئی۔ اور اس خصوصیت میں کوئی بشر آپ کا شریک و سہیم نہیں۔ نیز ان ہی انوار و تجلیات کے تفاوت و تنوع پر نظر کرتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اقوال میں کوئی تعارض نہیں۔ شاید وہ نفی ایک درجہ میں کرتی ہوں اور یہ اثبات دوسرے درجہ میں کر رہے ہوں۔ اور اسی طرح ابوذرؓ کی روایات "رَاَیْتُ نُوْرًا" اور "نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاهُ" میں تطبیق ممکن ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

ف۱۳ یعنی آنکھ نے جو کچھ دیکھا، پورے تمکن و اتقان سے دیکھا، نہ نگاہ ٹیڑھی ترچھی ہو کر داہنے بائیں ہٹی نہ مُبصَر سے تجاوز کر کے آگے بڑھی بس اُسی چیز پر جمی رہی جس کا دکھلانا منظور تھا۔ بادشاہوں کے دربار میں جو چیز دکھلائی جائے اُس کو نہ دیکھنا اور جو نہ دکھلائی جائے اُس کو تاکنا دونوں عیب ہیں۔ آپ ان دونوں سے پاک تھے۔

ف۱۴ "اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ" کے فائدہ میں جو بیان ہو چکا ہے اُس کے علاوہ جو اور نمونے دیکھے ہونگے وہ اللہ ہی جانتا ہے ؎

اکنوں کرا دماغ کہ پرسد ز باغباں | بلبل چہ گفت و گل چہ شنید و صبا چہ کرد

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ یعنی اُس لامحدود عظمت و جلال والے خدا کے مقابلہ میں ان حقیر و ذلیل چیزوں کا نام لینے سے شرم آنی چاہیے۔ (تنبیہ) "لات"، "عزّیٰ"، "مناۃ" اُن کے بتوں اور دیویوں کے نام ہیں۔ ان میں "لات" طائف والوں کے ہاں بہت معظّم تھا۔ "مناۃ" اوس و خزرج اور خزاعہ کے ہاں۔ اور "عزّیٰ" کو قریش اور بنی کنانہ وغیرہ اُن دونوں سے بڑا سمجھتے تھے۔ اُن کے نزدیک اوّل "عزّیٰ" جو مکہ کے قریب نخلہ میں تھا پھر "لات" جو طائف میں تھا پھر سب سے پیچھے تیسرے درجہ میں "مناۃ" جو مکہ سے بہت دور مدینہ کے نزدیک واقع تھا۔ علامہ یاقوت نے معجم البلدان میں یہ ترتیب نقل کی ہے اور لکھا ہے کہ قریش کعبہ کا طواف کرتے ہوئے یہ الفاظ کہتے تھے "وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰی وَمَنَاۃَ الثَّالِثَۃِ الْاُخْرٰی۔ هٰؤُلَآءِ الْغَرَانِیْقُ الْعُلٰی وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰی"۔ کتب تفسیر میں اس موقع پر ایک قصہ نقل کیا ہے جو جمہور محدثین کے اصول پر درجۂ صحت کو نہیں پہنچا۔ اگر فی الواقع اس کی کوئی اصل ہے تو شاید یہ ہی ہوگی کہ آپ نے مسلمانوں اور کافروں کے مخلوط مجمع میں یہ سورۃ پڑھی۔ کفار کی عادت تھی کہ لوگوں کو قرآن سُننے نہ دیں اور بیچ میں گڑبڑ مچا دیں کما قال تعالیٰ "وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِیْهِ لَعَلَّکُمْ تَغْلِبُوْنَ" (حٰمٓ السجدۃ۔ رکوع ۴) جب یہ آیت پڑھی تو کسی کافر شیطان نے آپ کی آواز میں آواز ملا کر آپ ہی کے لب و لہجہ سے وہ الفاظ کہہ دیئے ہونگے جو اُنکی زبانوں پر چڑھے ہوئے تھے۔ "تِلْكَ الْغَرَانِیْقُ الْعُلٰی الخ"۔ آگے تعبیر و ادا میں تصرف ہوتے ہوتے کچھ کا کچھ بن گیا۔ در ظاہر ہے نبی کی زبان پر شیطان کو ایسا تسلط کب حاصل ہو سکتا ہے اور جس چیز کا ابطال آگے کیا جا رہا ہے اُس کی مدح سرائی کے کیا معنی۔

ف۲ یاقوت نے معجم البلدان میں لکھا ہے کہ کفار اِن بتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ سو اوّل تو خدا "لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ" ہے اور بالفرض اولاد کا نظریہ تسلیم کیا جائے تب بھی یہ تقسیم کس قدر بھونڈی اور مہمل ہے کہ تم خود تو بیٹے لے جاؤ اور خدا کے حصہ میں بیٹیاں لگا دو؟ العیاذ باللہ۔

ف۳ یعنی پتھروں اور درختوں کے کچھ نام رکھ چھوڑے ہیں جنکی خدائی کی کوئی سند نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف پر دلائل قائم ہیں۔ انکو اپنے خیال میں خواہ بیٹیاں کہہ لو، یا بیٹے یا اور کچھ، محض کہنے کی بات ہے جسکے نیچے حقیقت کچھ بھی نہیں۔

ف۴ یعنی باوجودیکہ اللہ کے پاس سے ہدایت کی روشنی آ چکی اور وہ سیدھی راہ دکھا چکا۔ مگر یہ احمق اُن ہی اوہام و اہواء کی تاریکیوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ جو کچھ اٹکل پچّو ذہن میں آگیا اور دل میں اُمنگ پیدا ہوئی کر گذرے تحقیق و بصیرت کی راہ سے کچھ سروکار نہیں۔

ف۵ یعنی سمجھتے ہیں کہ یہ بُت ہمارے سفارشی بنینگے۔ یہ خالی خیالات اور آرزوئیں ہیں۔ کیا انسان جو تمنا کرے وہ ہی ملجائیگا۔ یاد رہے دنیا اور آخرت کی سب بھلائی اللہ کے ہاتھ ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی بُت پوجے سے کیا ملتا ہے، ملے وہ ہی جو اللہ دے"۔

ف۶ یعنی ان بتوں کی تو حقیقت کیا ہے آسمان کے رہنے والے مقرب فرشتوں کی سفارش بھی کچھ کام نہیں دے سکتی۔ ہاں اللہ

بقیہ فوائد صفحہ ٦٩٩ - ہی جس کے حق میں سفارش کرنے کا حکم دے اور اُس سے راضی ہو تو وہاں سفارش بیشک کام دیگی - ظاہر ہے کہ اُس نے نہ بتوں کو سفارش کا حکم دیا اور نہ وہ کفار سے راضی ہے
ف۷ یعنی جن کو آخرت کا یقین نہیں وہ سزا کی طرف سے بیفکر ہو کر ایسی گستاخیاں کرتے ہیں مثلاً فرشتوں کو زنانہ قرار دیکر خدا کی بیٹیاں کہدیا۔ یہ اُنکی محض جہالت ہے۔ بھلا فرشتوں کو مرد اور عورت ہونے سے کیا واسطہ - اور خدا کے لئے اولاد کیسی - کیا سچی اور ٹھیک بات پر قائم ہونا ہو تو ایسی اٹکلوں اور بادر ہوا اوہام سے کام چل سکتا ہے - اور کیا تخمینے اور اٹکلیں حقائق ثابتہ کے قائم مقام ہو سکتی ہیں؟
ف۸ یعنی جس کا اوڑھنا بچھونا یہی دنیا کی چند روزہ زندگی ہو کہ اُس ہی منہمک ہو کر کبھی خدا کو اور آخرت کو دھیان میں نہ لائے، آپ اُسکی بکواس کو دھیان میں نہ لائیں - وہ خدا سے منہ موڑتا ہے - آپ اُس کی شرارت اور کجروی کی طرف سے منہ پھیر لیں - سمجھانا تھا سو سمجھا دیا - ایسے بدطینت اشخاص سے قبول حق کی توقع رکھنا اور اُنکے غم میں اپنے کو گھلانا بیکار ہے - ان کی سمجھ تو بس اسی دنیا کے فوری نفع نقصان تک پہنچتی ہے اس سے آگے ان کی رسائی نہیں - وہ کیا سمجھیں کہ مرنے کے بعد مالک حقیقی کی عدالت میں حاضر ہو کر ذرہ ذرہ کا حساب دینا ہے - اُنکی تمامتر علمی جدوجہد صرف بہائم کی طرح پیٹ بھرنے اور شہوت فرو کرنے کے لئے ہے -
ف۹ یعنی جو گمراہی میں پڑا رہا اور جو راہ پر آیا، اُن سب کو اور اُنکی مخفی استعدادوں کو اللہ تعالیٰ ازل سے جانتا ہے - اُسی کے موافق ہو کر رہیگا - ہزار جتن کرو، اُس کے علم کے خلاف ہرگز واقع نہیں ہو سکتا - نیز وہ اپنے علم محیط کے موافق ہر ایک سے ٹھیک ٹھیک اُس کے احوال کے مناسب معاملہ کریگا - لہٰذا آپ یکسو ہو کر ان معاندین کا معاملہ خدا کے سپرد کر دیں

مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا
جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں تاکہ وہ بدلہ دے بُرائی والوں کو اُن کے کیے کا
وَیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰی ﴿٣١﴾ اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ
اور بدلہ دے بھلائی والوں کو بھلائی سے ف۱ جو کہ بچتے ہیں بڑے
الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّکَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؕ هُوَ اَعْلَمُ
گناہوں سے اور بیحیائی کے کاموں سے مگر کچھ آلودگی ف۲ بیشک تیرے رب کی بخشش میں بڑی سمائی ہے ف۳ وہ تم کو
بِکُمْ اِذْ اَنْشَاَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِکُمْ ۚ
خوب جانتا ہے، جب بنا نکالا تم کو زمین سے اور جب تم بچے تھے ماں کے پیٹ میں
فَلَا تُزَکُّوْۤا اَنْفُسَکُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی ﴿٣٢﴾ اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ
سو مت بیان کرو اپنی خوبیاں وہ خوب جانتا ہے اُس کو جو بچ کر چلا ف۴ بھلا تو نے دیکھا اُس کو جس نے
تَوَلّٰی ﴿٣٣﴾ وَاَعْطٰی قَلِیْلًا وَّاَکْدٰی ﴿٣٤﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَیْبِ فَهُوَ یَرٰی ﴿٣٥﴾
منہ پھیر لیا ف۵ اور لایا تھوڑا سا اور سخت نکلا ف۶ کیا اُس کے پاس خبر ہے غیب کی سو وہ دیکھتا ہے ف۷
اَمْ لَمْ یُنَبَّاْ بِمَا فِیْ صُحُفِ مُوْسٰی ﴿٣٦﴾ وَاِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤی ﴿٣٧﴾ اَلَّا تَزِرُ
کیا اُس کو خبر نہیں پہنچی اُسکی جو ہے ورقوں میں موسیٰ کے اور ابراہیم کے جس نے کہ اپنا قول پورا اُتارا ف۸ کہ اُٹھاتا نہیں
وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ﴿٣٨﴾ وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ﴿٣٩﴾ وَاَنَّ
کوئی اُٹھانیوالا بوجھ کسی دوسرے کا ف۹ اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو اُس نے کمایا ف۱۰ اور یہ کہ
سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰی ﴿٤٠﴾ ثُمَّ یُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰی ﴿٤١﴾ وَاَنَّ اِلٰی رَبِّکَ
اُسکی کمائی اُسکو دکھلانی ضرور ہے پھر اُس کو بدلہ ملنا ہے اُس کا پورا بدلہ ف۱۱ اور یہ کہ تیرے رب تک
الْمُنْتَهٰی ﴿٤٢﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَکَ وَاَبْکٰی ﴿٤٣﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْیَا ﴿٤٤﴾
سب کو پہنچنا ہے ف۱۲ اور یہ کہ وہی ہے ہنساتا اور رُلاتا اور یہ کہ وہی ہے مارتا اور جِلاتا
وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَیْنِ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی ﴿٤٥﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰی ﴿٤٦﴾
اور یہ کہ اُس نے بنایا جوڑا نر اور مادہ ف۱۳ ایک بوند سے جب ٹپکائی جائے

فوائد صفحہ ہٰذا - ف۱ یعنی ہر شخص کا حال اُس کو معلوم اور زمین و آسمان کی ہر چیز پر اُس کا قبضہ۔ پھر نیک و بد کا بدلہ دینے سے کیا چیز مانع ہو سکتی ہے - بلکہ غور سے دیکھو تو زمین و آسمان کا یہ سارا کارخانہ پیدا ہی اس لئے کیا ہے کہ اس کے نتیجہ میں زندگی کا ایک دوسرا غیر فانی سلسلہ قائم کیا جائے جہاں بُروں کو اُن کی بُرائی کا بدلہ ملے اور نیکوں کے ساتھ اُن کی بھلائی کے صلہ میں بھلائی کی جائے -
ف۲ گناہ کبیرہ اور صغیرہ کا فرق سورۂ "نساء" کے فوائد میں مفصل گذر چکا - "لَمَم" کی تفسیر میں کئی قول ہیں بعض نے کہا کہ جو خیالات وغیرہ گناہ کے دل میں آئیں مگر اُن کو عمل میں نہ لائے وہ "لمم" ہیں بعض نے صغیرہ گناہ مراد لئے ہیں بعض نے کہا کہ جس گناہ پر اصرار نہ کرے یا اُس کی عادت نہ ٹھہرائے یا جس گناہ سے توبہ کر لے وہ مُراد ہے، ہمارے نزدیک بہترین تفسیر وہ ہی ہے جو مترجم محقق قدس اللہ روحہٗ نے سورۂ "نساء" کے فوائد میں اختیار کی ہے لیکن یہاں ترجمہ میں دوسرے معانی کی بھی گنجائش رکھی ہے -
ف۳ اسی لئے بہت سے چھوٹے موٹے گناہوں سے درگذر فرماتا ہے اور توبہ قبول کرتا ہے - گنہگار کو مایوس نہیں ہونے دیتا - اگر ہر چھوٹی بڑی خطا پر پکڑنے لگے تو بندہ کا ٹھکانا کہاں -
ف۴ یعنی اگر تقویٰ کی کچھ توفیق اللہ نے دی تو شیخی نہ مارو - اور اپنے کو بہت بزرگ نہ بناؤ - وہ سب کی بزرگی اور پاکیازی کو خوب جانتا ہے - اور اس وقت سے جانتا ہے جب تم نے ہستی کے اس دائرہ میں قدم بھی نہ رکھا تھا - آدمی کو چاہیئے کہ اپنی اصل کو نہ بھولے - جس کی ابتداء مٹی سے تھی، پھر بطنِ مادر کی تاریکیوں میں ناپاک خون سے پرورش پاتا رہا - اُس کے بعد کتنی جسمانی و روحانی کمزوریوں سے دوچار ہوا - آخر میں اگر اللہ نے اپنے فضل سے ایک بلند مقام پر پہنچا دیا تو اُس کو اس قدر بڑھ چڑھ کر دعوے کرنے کا استحقاق نہیں - جو واقعی متقی ہوتے ہیں وہ دعویٰ کرتے ہوئے شرماتے ہیں - اور سمجھتے ہیں کہ اب بھی پوری طرح کمزوریوں سے پاک ہو جانا بشریت کی حد سے باہر ہے - کچھ نہ کچھ آلودگی سب کو ہو جاتی ہے - اِلَّا مَنْ عَصَمَہُ اللہ -
ف۵ یعنی اپنی اصل کو بھول کر خالق و مالک حقیقی کی طرف سے منہ پھیر لیا -
ف۶ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی تھوڑا سا ایمان لانے لگا پھر اُس کا دل سخت ہو گیا" مجاہدؒ وغیرہ کہتے ہیں کہ یہ آیات ولید بن مغیرہ کے بارہ میں نازل ہوئیں - حضورؐ کی باتیں سُن کر اُس کو اسلام کی طرف تھوڑی سی رغبت ہو چلی تھی - اور کفر کی سزا سے ڈر کر قریب تھا کہ مشرف باسلام ہو جائے - ایک کافر نے کہا کہ ایسا مت کر میں تیرے سب جرائم اپنے اُوپر لئے لیتا ہوں تیری طرف سے میں سزا بھگت لونگا بشرطیکہ اس قدر مال مجھ کو دیا جائے - اُس نے وعدہ کر لیا اور مقررہ رقم کی کچھ قسط ادا کر کے باقی سے انکار کر دیا - اس صورت میں "وَاَعْطٰی قَلِیْلًا وَّاَکْدٰی" کے معنی یہ ہونگے کہ کچھ مال دیا پھر ہاتھ کھینچ لیا -
ف۷ یعنی کیا یہ غیب کی بات دیکھ آیا ہے کہ آیندہ اس کو کفر کی سزا نہ بھیگی اور دوسرے کو اپنی جگہ پیش کر کے چھوٹ جائیگا -
ف۸ یعنی ابراہیم اپنے قول و قرار اور عہد و پیمان کی پابندی میں پورا اُترا اور اللہ کے حقوق پوری طرح ادا کئے اور اسکے احکام کی تعمیل میں ذرہ بھر تقصیر نہ کی -
ف۹ یعنی موسیٰ اور ابراہیم کے صحیفوں میں یہ مضمون تھا کہ خدا کے ہاں کوئی مجرم دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتا - ہر ایک کو اپنی اپنی جوابدہی بذاتِ خود کرنا ہوگی -
ف۱۰ یعنی آدمی جو کچھ کوشش کر کے کماتا ہے وہ ہی اس کا ہے کسی دوسرے کی نیکیاں لے اُڑے یہ نہیں ہو سکتا - باقی کوئی خود اپنی خوشی سے اپنے بعض حقوق دوسرے کو ادا کر دے اور اللہ اسکو منظور کر لے وہ الگ بات ہے جسکی تفصیل حدیث و فقہ سے معلوم ہو سکتی ہے -
ف۱۱ یعنی ہر ایک کی سعی و کوشش اسکے سامنے رکھدی جائیگی - اور اُس کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا -
ف۱۲ یعنی تمام علوم و افکار اور سلسلۂ وجود کی انتہا اُسی پر ہوتی ہے اور سب کو آخر کار اُسی کے پاس پہنچنا ہے - وہیں سے ہر ایک کو نیکی بدی کا پھل ملیگا -
ف۱۳ یعنی اس عالم میں تمام متضاد و متقابل احوال اُسی نے پیدا کئے ہیں - خیر و شر کا خالق وہ ہی ہے خوشی یا غم کی کیفیات بھیجنا، ہنسانا رُلانا، مارنا جِلانا، اور کسی کو نر

ف۱ یعنی جس نے ایک قطرۂ آب سے نر و مادہ پیدا کر دیئے، دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے (یہ درمیان میں ایک پیدائش سے دوسری پیدائش پر متنبہ کر دیا) ف۲ یعنی مال، خزانہ، جائداد سب اُسی کی دی ہوئی ہیں اور بعض نے "اَقْنٰی" کے معنی "اَفْقَرَ" کئے ہیں یعنی اُسی نے کسی کو غنی اور کسی کو فقیر بنا دیا۔ یہ معنے پہلے سیاق کے مناسب معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ متقابل چیزوں کا ذکر چلا آ رہا ہے۔ اور اگر پہلا مطلب لیا جائے تو اُس کے مقابل اہلاک کو رکھا جائے جس کا ذکر آگے آتا ہے یعنی خزانے اور مال و دولت دے کر وہ ہی بڑھاتا ہے اور وہ ہی بڑی بڑی دولتمند اور طاقتور قوموں کو تباہ و برباد کرتا ہے۔ ف۳ "شِعْرٰی" ایک بہت بڑا ستارہ ہے جس کو بعض عرب پوجتے تھے اور سمجھتے تھے کہ عالم کے احوال میں اُس کی بہت بڑی تاثیر ہے۔ یہاں بتلا دیا کہ "شِعْرٰی" کا رب بھی اللہ ہے۔ دنیا کے تمام اُلٹ پھیر اُسی کے دست قدرت میں ہیں "شِعْرٰی" غریب بھی ایک ادنیٰ مزدور کی طرح اُس کا حکم بجا لاتا ہے۔ اُس میں مستقل تاثیر کچھ بھی نہیں۔

وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى (47) وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى (48) وَاَنَّهٗ هُوَ

اور یہ کہ اُس کے ذمہ ہے دوسری دفعہ اُٹھانا ف۱ اور یہ کہ اُس نے دولت دی اور خزانہ ف۲ اور یہ کہ وہی ہے

رَبُّ الشِّعْرٰى (49) وَاَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَا ۨالْاُوْلٰى (50) وَثَمُوْدَاۡ فَمَاۤ اَبْقٰى (51) وَ

رب شعریٰ کا ف۳ اور یہ کہ اُس نے غارت کیا عاد پہلے کو ف۴ اور ثمود کو پھر کسی کو باقی نہ چھوڑا اور

قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى (52) وَالْمُؤْتَفِكَةَ

نوح کی قوم کو پہلے ان سے وہ تو تھے اور بھی ظالم اور شریر ف۵ اور اُلٹی بستی کو

اَهْوٰى (53) فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى (54) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى (55) هٰذَا

پٹک دیا پھر آ پڑا اُس پر جو کچھ کہ آ پڑا ف۶ اب تو کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلائیگا ف۷ یہ

نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى (56) اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ (57) لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ

ایک ڈر سنانیوالا ہے پہلے سنانیوالوں میں کا ف۸ آ پہنچی آنے والی کوئی نہیں اُس کو اللہ کے

اللّٰهِ كَاشِفَةٌ (58) اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ (59) وَتَضْحَكُوْنَ

سوائے کھول کر دکھانیوالا ف۹ کیا تم کو اِس بات سے تعجب ہوتا ہے اور ہنستے ہو

وَلَا تَبْكُوْنَ (60) وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ (61) فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا (62) السجدة

اور روتے نہیں اور تم کھلاڑیاں کرتے ہو ف۱۰ سو سجدہ کرو اللہ کے آگے اور بندگی ف۱۱

سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ قمر مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی پچپن آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ (1) وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَ

پاس آ لگی قیامت اور پھٹ گیا چاند ف۱۲ اور اگر وہ دیکھیں کوئی نشانی تو ٹلا جائیں اور

يَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ (2) وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ

کہیں یہ جادو ہے پہلے سے چلا آتا ف۱۳ اور جھٹلایا اور چلے اپنی خوشی پر اور ہر کام

ف۴ یعنی حضرت ہود علیہ السلام کی قوم۔

ف۵ کہ سینکڑوں برس تک خدا کے پیغمبر نوح علیہ السلام کو سخت ترین ایذائیں پہنچاتے رہے۔ جن کو پڑھ کر کلیجہ پھٹتا ہے، اور آنیوالوں کے لئے بُری راہ ڈال گئے۔

ف۶ یعنی پتھروں کا مینہ (یہ قوم لُوط کی بستیوں کا ذکر ہے)

ف۷ یعنی ایسے مفسد ظالموں اور باغیوں کا تباہ کر ڈالنا بھی اللہ کا بڑا بھاری انعام ہے۔ کیا ایسی نعمتوں کو دیکھ کر بھی انسان اپنے رب کو جھٹلاتا ہی رہیگا۔

ف۸ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجرموں کو اُسی طرح بُرے انجام سے ڈرانے والے ہیں جیسے اُن سے پیشتر دوسرے نبی ڈرا چکے ہیں۔

ف۹ یعنی قیامت قریب ہی آ لگی ہے جس کا ٹھیک وقت اللہ کے سوا کوئی کھول کر نہیں بتا سکتا۔ اور جب وقت معین آ جائے تو کوئی طاقت اُس کو دفع نہیں کر سکتی۔ اللہ ہی چاہے تو ہٹے، مگر وہ چاہیگا نہیں۔

ف۱۰ یعنی قیامت اور اُس کے قرب کا ذکر سُن کر چاہئیے تھا خوفِ خدا سے رونے لگتے اور گھبرا کر اپنے بچاؤ کی تیاری کرتے۔ مگر تم اس کے برخلاف تعجب کرتے اور ہنستے ہو۔ اور غافل و بیفکر ہو کر کھلاڑیاں کرتے ہو۔

ف۱۱ یعنی عاقل کو زیبا نہیں کہ انجام سے غافل ہو کر نصیحت و فہمائش کی باتوں پر ہنسے اور مذاق اُڑائے۔ بلکہ لازم ہے کہ بندگی کی راہ اختیار کرے۔ اور مطیع و منقاد ہو کر جبین نیاز خداوند قہار کے سامنے جھکائے۔ (**تنبیہ**) روایات میں ہے کہ سورۂ نجم پڑھ کر آپ نے سجدہ کیا اور تمام مسلمان اور مشرک جو حاضر تھے سجدہ میں گر پڑے۔ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ لکھتے ہیں کہ "اُس وقت سب کو ایک غاشیۂ الٰہیہ نے گھیر لیا تھا۔ گویا ایک غیبی اور قہری تصرف سے طوعاً و کرہاً سب کو سربسجود ہونا پڑا۔ صرف ایک بدبخت جس کے دل پر سخت مہر تھی اُس نے سجدہ نہ کیا مگر زمین سے تھوڑی سی مٹی اُٹھا کر اُس نے بھی پیشانی کو لگا لی اور کہا کہ مجھے اسی قدر کافی ہے"۔

(تم سورۃ النجم وللہ الحمد والمنۃ)

ف۱۲ ہجرت سے پیشتر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم "منیٰ" میں تشریف فرما تھے کفار کا مجمع تھا، انہوں نے آپ سے کوئی نشانی طلب کی۔ آپ نے فرمایا آسمان کی طرف دیکھو۔ ناگاہ چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا اُن میں سے مغرب کی اور دوسرا مشرق کی طرف چلا گیا۔ بیچ میں پہاڑ حائل تھا۔ جب سب نے خوب اچھی طرح یہ معجزہ دیکھ لیا، دونوں ٹکڑے آپس میں مل گئے۔ کفار کہنے لگے کہ محمدؐ نے چاند پر یا ہم پر جادو کر دیا ہے اس معجزہ کو "شق القمر" کہتے ہیں۔ اور یہ ایک نمونہ اور نشانی تھی قیامت کی کہ آگے سب کچھ یوں ہی پھٹے گا۔ طحاویؒ اور ابن کثیرؒ وغیرہ نے اس واقعہ کے تواتر کا دعویٰ کیا ہے۔ اور کسی دلیل عقلی سے آج تک اس طرح کے واقعات کا محال ہونا ثابت نہیں کیا جا سکا اور محض استبعاد کی بنا پر ایسی قطعی الثبوت چیزوں کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ استبعاد تو اعجاز کے لئے لازم ہے۔ روزمرّہ کے معمولی واقعات کو "معجزہ" کون کہیگا۔ (ملاحظہ ہو ہمارا مستقل مضمون جو معجزات و خوارق عادات کے متعلق "القاسم" میں شائع ہوا ہے) باقی یہ کہنا کہ "شق القمر" اگر واقع ہوا ہوتا تو تاریخوں میں اس کا وجود کیوں نہیں۔ تو یاد رہے کہ یہ قصہ رات کا ہے بعض ملکوں میں تو اختلاف مطالع کی وجہ سے اُس وقت دن ہوگا اور بعض جگہ آدھی رات ہوگی، لوگ عموماً سوتے ہونگے اور جہاں بیدار ہونگے اور کھلے آسمان کے نیچے بیٹھے ہونگے تو عادۃً یہ ضروری نہیں کہ سب آسمان کی طرف تک رہے ہوں، زمین پر جو چاندنی پھیلی ہوگی بشرطیکہ مطلع صاف ہو، اُس میں دو ٹکڑے ہو جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پھر تھوڑی دیر کا قصہ تھا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بارہا چاند گہن ہوتا ہے اور خاصہ ممتد رہتا ہے، لیکن لاکھوں انسانوں کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ اور اُس زمانہ میں آجکل کی طرح رصد وغیرہ کے اتنے وسیع و مکمل انتظامات اور تقاویم (جنتریوں) کی اس قدر اشاعت بھی نہ تھی، بہرحال تاریخوں میں مذکور نہ ہونے سے اس کی تکذیب نہیں ہو سکتی۔ باایں ہمہ "تاریخ فرشتہ" وغیرہ میں اس کا ذکر موجود ہے۔ ہندوستان میں مہاراجہ "مالیبار" کے اسلام کا سبب اسی واقعہ کو لکھتے ہیں۔ ف۱۳ یعنی اس طرح کے جادو مدعیان نبوت نے پہلے بھی کئے ہیں، پھر جس طرح وہ جاتے رہے یہ بھی جاتا رہیگا۔

ف۱ یعنی ان کا عذاب بھی اپنے وقت پر آئیگا۔ اور اللہ کے علم میں انکی جو گمراہی اور ہلاکت ٹھہر چکی ہے وہ کسی صورت سے ٹلنے والی نہیں۔ ف۲ یعنی قرآن کے ذریعہ سے ہر قسم کے احوال
اور تباہ شدہ قوموں کے واقعات معلوم کرائے جاچکے ہیں جن میں اگر غور کریں تو خداوند قہار کی طرف سے بڑی ڈانٹ ہے۔ ف۳ یعنی قرآن کریم پوری حکمت اور عقل کی باتوں کا مجموعہ ہے
کوئی ذرا نیک نیتی سے توجہ کرے تو دل میں اُترتی چلی جائیں مگر افسوس اتنے سامان ہدایت کی موجودگی میں اُن پر کچھ اثر نہیں۔ کوئی نصیحت و فہمائش وہاں کام نہیں دیتی۔ کتنا ہی سمجھاؤ پتھر پر
جونک نہیں لگتی۔ لہٰذا ایسے سنگدل بدبختوں کو آپ بھی منہ نہ لگائیے۔

مُّسْتَقِرٌّ ۝٣ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ۝٤ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ
ٹھہرا رکھا ہی وقت پر ف۱ اور پہنچ چکے ہیں اُن کے پاس احوال جن میں ڈانٹ ہو سکتی ہے ف۲ پوری عقل کی بات ہی
فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝٥ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝٦
پھر اُن میں کام نہیں کرتے ڈر سنانے والے، سو تو ہٹ آ اُنکی طرف سے ف۳ جس دن پکارے پکارنے والا ایک ناگوار چیز کی طرف ف۴
خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝٧
آنکھیں جھکائے ف۵ نکل پڑیں قبروں سے جیسے ٹڈی پھیلی ہوئی
مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ۭ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝٨ كَذَّبَتْ
دوڑتے جائیں اُس پکارنے والے کے پاس ف۶ کہتے جائیں منکر یہ دن مشکل آیا ف۷ جھٹلا چکی ہے
قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ۝٩ فَدَعَا
اُن سے پہلے نوح کی قوم پھر جھوٹا کہا ہمارے بندہ کو اور بولے دیوانہ ہے اور جھڑک لیا اُسکو ف۸ پھر پکارا
رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝١٠ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝١١
اپنے رب کو کہ میں عاجز ہو گیا ہوں تو بدلہ لے ف۹ پھر ہم نے کھول دیئے دہانے آسمان کے پانی ٹوٹ کر برسنے والے سے
وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓي اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝١٢ وَحَمَلْنٰهُ
اور بہا دیئے زمین سے چشمے پھر مل گیا سب پانی ایک کام پر جو ٹھہر چکا تھا ف۱۰ اور ہم نے اُسکو سوار
عَلٰي ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ۝١٣ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ
کر دیا ایک تختوں اور کیلوں والی (ت) پر بہتی تھی ہماری آنکھوں کے سامنے ف۱۱ بدلہ لینے کو اسکی طرف سے جسکی قدر
كُفِرَ ۝١٤ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝١٥ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ
نہ جانی تھی ف۱۲ اور اُسکو ہم نے رہنے دیا نشانی کیلئے، پھر کوئی ہے سوچنے والا ف۱۳ پھر کیسا تھا میرا عذاب
وَنُذُرِ ۝١٦ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝١٧ كَذَّبَتْ
اور میرا کھڑکھڑانا ف۱۴ اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا ف۱۵ جھٹلایا
عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝١٨ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا
عاد نے پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا کھڑکھڑانا، ہم نے بھیجی اُن پر ہوا تُند

آپ فرض تبلیغ و دعوت باحسن اسلوب ادا کر چکے۔ اب زیادہ تعاقب کرنے کی ضرورت نہیں۔ اِن کو ان کے ٹھکانے کی طرف چلنے دیں
ف۴ یعنی میدان حشر کی طرف حساب دینے کو۔
ف۵ یعنی اُس وقت خوف و ہیبت کے مارے ذلت و ندامت کے ساتھ آنکھیں جھکائے ہونگے۔
ف۶ یعنی تمام اگلے پچھلے قبروں سے نکل کر ٹڈی دَل کی طرح پھیل پڑینگے۔ اور خداوند قدوس کی عدالت میں حاضری دینے کے لئے تیزی کے ساتھ دَوڑتے ہونگے۔
ف۷ یعنی اُس دن کے ہولناک احوال و شدائد اور اپنے جرائم کا تصوّر کر کے کہینگے کہ یہ دن بڑا سخت آیا ہے۔ دیکھیئے آج کیا گذریگی۔ آگے بتلاتے ہیں کہ قیامت اور آخرت کا عذاب تو اپنے وقت پر آئیگا۔ بہت سے مکذبین کے لئے اُس سے پہلے دنیا ہی میں ایک سخت دن آچکا ہے۔
ف۸ کہنے لگے اے نوح! اگر تم اپنی باتوں سے باز نہ آئے تو تم کو سنگسار کر دیا جائیگا۔ گویا دھمکیوں ہی میں اس کی بات رلادی۔ اور بعض نے "وَازْدُجِرَ" کے معنی یوں کئے ہیں کہ یہ دیوانہ ہے آسیب زدہ۔ جنّ اس کی عقل لے اُڑے ہیں۔ (العیاذ باللہ)
ف۹ یعنی سیکڑوں برس سمجھانے پر بھی جب کوئی نہ پسیجا تو بد دُعا کی، اور کہا اے پروردگار! میں اِن سے عاجز آچکا ہوں۔ ہدایت و فہمائش کی کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔ اب آپ اپنے دین اور پیغمبر کا بدلہ لیجئے اور زمین پر کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑیے۔
ف۱۰ یعنی پانی اس قدر لوٹ کر برسا، گویا آسمان کے دہانے کھُل گئے اور نیچے سے زمین کے پردے پھٹ پڑے۔ اتنا پانی اُبلا گویا ساری زمین چشموں کا مجموعہ بنکر رہ گئی۔ پھر اُوپر اور نیچے کا یہ سب پانی مل کر اُس کام کے لئے اکٹھا ہو گیا۔ جو پہلے سے اللہ کے ہاں ٹھہر چکا تھا یعنی قوم نوح کی ہلاکت اور غرقابی۔
ف۱۱ یعنی اس ہولناک طوفان کے وقت نوح کی کشتی ہماری حفاظت اور نگرانی میں نہایت اَمن چین سے چلی جا رہی تھی۔
ف۱۲ یعنی حضرت نوح علیہ السّلام کی بے قدری کی اور اللہ کی باتوں کا انکار کیا، یہ اس کی سزا ملی۔
ف۱۳ یعنی سوچنے والوں کے لئے اس واقعہ میں عبرت کی نشانیاں ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ آج کشتی کا وجود دنیا میں اُس کشتی کے قصہ کو یاد دلانیوالا اور اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کا نشان ہے۔ اور بعض نے کہا کہ بعینہ وہ ہی کشتی نوح کے بعد مدت تک رہی "جودی" پہاڑ پر نظر آتی تھی۔ اس اُمت کے لوگوں نے بھی دیکھی۔ واللہ اعلم۔

ف۱۴ یعنی دیکھ لیا۔ میرا عذاب کیسا ہولناک اور میرا اڈرانا کس قدر سچا ہے۔ ف۱۵ یعنی قرآن سے نصیحت حاصل
کرنا بالکل آسان ہے کیونکہ جو مضامین ترغیب و ترہیب اور انذار و تبشیر سے متعلق ہیں وہ بالکل صاف، سہل اور موثر ہیں۔ پر کوئی سوچنے سمجھنے کا ارادہ کرے تو سمجھے۔ (تنبیہ) آیت کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن محض ایک سطحی کتاب ہے جس کے اندر کوئی دقائق و غوامض نہیں۔ اُس علیم و خبیر کے کلام کی نسبت ایسا گمان کیونکر کیا جا سکتا ہے۔ کیا یہ فرض کر لیا جائے کہ جب اللہ بندوں سے کلام کرتا ہے تو معاذ اللہ اپنے غیر متناہی علوم سے کورا ہو جاتا ہے؟ یقیناً اُس کے کلام میں وہ گہری حقایق اور باریکیاں ہونگی جن کا کسی دوسرے کلام میں تلاش کرنا بیکار ہے۔ اسی لئے حدیث میں آیا ہے "لَا تَنْقَضِیْ عَجَائِبُہٗ" (قرآن کے عجائب و اسرار کبھی ختم ہونیوالے نہیں) علمائے اُمت اور حکمائے ملت نے اس کتاب کے دقائق و اسرار کا پتہ لگانے اور ہزارہا احکام مستنبط کرنے میں عمریں صرف کر دیں، تب بھی اُس کی آخری تہ تک نہیں پہنچ سکے۔

فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿۱۹﴾ تَنْزِعُ النَّاسَ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ﴿۲۰﴾
ایک نحوست کے دن جو چلے گئے ف۱ اکھاڑ مارا لوگوں کو گویا وہ جڑیں ہیں کھجور کی اکھڑی پڑی ف۲

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۲۱﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ
پھر کیسا رہا میرا عذاب اور میرا کھڑکھڑانا اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی

مُّدَّكِرٍ ﴿۲۲﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗ
سوچنے والا جھٹلایا ثمود نے ڈر سنانے والوں کو ف۳ پھر کہنے لگے کیا ایک آدمی ہم میں کا اکیلا ہم اسکے کہے پر چلینگے

اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۲۴﴾ ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ
تو تو ہم غلطی میں پڑے اور سودا میں ف۴ کیا اُتری اُسی پر نصیحت ہم سب میں سے کوئی نہیں یہ

كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿۲۵﴾ سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ﴿۲۶﴾ اِنَّا مُرْسِلُوا
جھوٹا ہے بڑائی مارتا ہے ف۵ اب جان لینگے کل کو کون ہے جھوٹا بڑائی مارنیوالا ف۶ ہم بھیجتے ہیں

النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿۲۷﴾ وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ
اونٹنی اُن کے جانچنے کے واسطے ف۷ سو انتظار کر اُن کا اور سہتا رہ ف۸ اور سنا دے اُنکو کہ پانی کا

قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۚ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿۲۸﴾ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى
بانٹا ہے اُن میں ہر باری پر پہنچنا چاہیے ف۹ پھر پکارا انہوں نے اپنے رفیق کو پھر ہاتھ چلایا

فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۰﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً
اور کاٹ ڈالا ف۱۰ پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا کھڑکھڑانا ہم نے بھیجی اُن پر ایک

وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ
چنگھاڑ پھر رہ گئے جیسے روندی ہوئی باڑ کانٹوں کی ف۱۱ اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کو

فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۳۲﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۢ بِالنُّذُرِ ﴿۳۳﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ
پھر ہے کوئی سوچنے والا جھٹلایا لُوط کی قوم نے ڈر سنانیوالوں کو ف۱۲ ہم نے بھیجی اُن پر

حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ﴿۳۴﴾ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ۭ كَذٰلِكَ
آندھی پتھر برسانیوالی، سوائے لُوط کے گھر کے، اُنکو ہم نے بچا دیا پچھلی رات سے، فضل سے اپنی طرف کے ہم یوں

ف۱ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی نحوست نہ اُٹھی جب تک تمام نہ ہو چکے۔ اور یہ نحوست کا دن اُن ہی کے حق میں تھا، یہ نہیں کہ ہمیشہ کو"۔ وہ دن منحوس سمجھ لئے جائیں۔ جیسا کہ جاہلوں میں مشہور ہے۔ اور اگر وہ دن عذاب آنے کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے منحوس بن گیا ہے تو مبارک دن کونسا رہیگا۔ قرآن کریم میں تصریح ہے کہ وہ عذاب سات رات اور آٹھ دن برابر رہا۔ بتلایئے اب ہفتہ کے دنوں میں کونسا دن نحوست سے خالی رہیگا۔

ف۲ "قوم عاد" کے لوگ بڑے تنومند اور قدآور تھے، لیکن ہوا کا جھکڑ اُن کو اُٹھا کر اس طرح زمین پر پٹکتا تھا جیسے کھجور کا تنہ جڑ سے اُکھاڑ کر زمین پر پھینک دیا جائے۔

ف۳ یعنی حضرت صالح علیہ السلام کو جھٹلایا۔ اور ایک نبی کا جھٹلانا سب کا جھٹلانا ہے۔ کیونکہ اصُول دین میں سب ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں۔

ف۴ یعنی کوئی آسمان کا فرشتہ نہیں، بلکہ ہم ہی جیسا ایک آدمی اور وہ بھی اکیلا جس کے ساتھ کوئی قوت اور جتھا نہیں، چاہتا ہے کہ ہمیں دبا لے اور سب کو اپنا تابع بنا لے۔ یہ کبھی نہ ہوگا۔ اگر ہم اس پھندے میں پھنس جائیں تو ہماری بڑی غلطی اور حماقت بلکہ جنون ہوگا۔ وہ تو ہم کو ڈراتا ہے کہ مجھے نہ مانوگے تو آگ میں گرو گے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ ہم اُس کے تابع ہو جائیں تو گویا خود اپنے کو آگ میں گرا رہے ہیں۔

ف۵ یعنی پیغمبری کے لئے بس یہی رہ گیا تھا؟ سب جھوٹ ہے۔ خواہ مخواہ بڑائی مارتا ہے کہ خدا نے مجھے اپنا رسُول بنا دیا۔ اور ساری قوم کو میری اطاعت کا حکم دیا ہے۔

ف۶ یعنی بہت جلد معلوم ہوا چاہتا ہے کہ دونوں فریق میں جھوٹا اور بڑائی مارنے والا کون ہے۔

ف۷ یعنی اُن کی فرمائش کے موافق ہم پتھر سے اونٹنی نکال کر بھیجتے ہیں اُس کے ذریعہ سے جانچا جائیگا کہ کون اللہ و رسُول کی بات مانتا ہے اور کون نفس کی خواہش پر چلتا ہے۔

ف۸ یعنی دیکھتا رہ، کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

ف۹ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "وہ اونٹنی جس پانی پر جاتی، سب جانور بھاگتے، تو اللہ نے باری ٹھہرا دی۔ ایک دن وہ جائے، اور ایک دن سب جانور"۔

ف۱۰ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "ایک بدکار عورت تھی اُس کے مواشی بہت تھے اپنے ایک آشنا کو اُکسا دیا۔ اُس نے اونٹنی کی کوچیں کاٹ دیں۔

ف۱۱ فرشتے نے ایک چیخ ماری، کلیجے پھٹ گئے۔ اور سب چُورا ہو کر رہ گئے۔ جیسے کھیت کے گرد کانٹوں کی باڑ لگا دیتے ہیں، اور چند روز کے بعد پائمال ہو کر اُس کا چُورا ہو جاتا ہے۔

ف۱۲ یعنی حضرت لُوط علیہ السلام کو جھٹلایا۔ اور ایک نبی کی تکذیب سب انبیاء کی تکذیب ہے۔

نَجْزِي مَنْ شَكَرَ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ أَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿۳۶﴾

بدلہ دیتے ہیں اُس کو جو حق مانے ف۱ اور وہ ڈرا چکا تھا اُن کو ہماری پکڑ سے پھر لگے مکرانے ڈرانے کو ف۲

وَلَقَدْ رَاوَدُوهُ عَنْ ضَيْفِهِ فَطَمَسْنَا أَعْيُنَهُمْ فَذُوقُوا عَذَابِي

اور اُس سے لینے لگے اس کے مہمانوں کو پس ہم نے مٹا دیں اُن کی آنکھیں اب چکھو میرا عذاب

وَنُذُرِ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُسْتَقِرٌّ ﴿۳۸﴾ فَذُوقُوا

اور میرا ڈرانا ف۳ اور پڑا اُن پر صبح کو سویرے عذاب جو ٹھہر چکا تھا اب چکھو

عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ﴿۴۰﴾ ع

میرا عذاب اور میرا ڈرانا ف۴ اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا

وَلَقَدْ جَاءَ آلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كُلِّهَا فَأَخَذْنَاهُمْ أَخْذَ

اور پہنچے فرعون والوں کے پاس ڈرانے والے ف۵ جھٹلایا انہوں نے ہماری نشانیوں کو سب کو پھر پکڑا ہم نے انکو پکڑنا

عَزِيزٍ مُقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾ أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِنْ أُولَٰئِكُمْ أَمْ لَكُمْ بَرَاءَةٌ فِي

زبردست کا قابو میں لے کر ف۶ اب تم میں جو منکر ہیں کیا یہ بہتر ہیں اُن سب سے یا تمہارے لئے فارغ خطی لکھ دی گئی

الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾ أَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ

ورقوں میں کیا کہتے ہیں ہم سب کا مجمع ہے بدلہ لینے والا ف۷ اب شکست کھائیگا یہ مجمع اور

يُوَلُّونَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ ﴿۴۶﴾

بھاگیں پیٹھ پھیر کر ف۸ بلکہ قیامت ہے اُنکے وعدہ کا وقت اور وہ گھڑی بڑی آفت ہے اور بہت کڑوی ف۹

إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَىٰ

جو لوگ گنہگار ہیں غلطی میں پڑے ہیں اور سودا میں جس دن گھسیٹے جائینگے آگ میں

وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ وَ

اوندھے منہ چکھو مزا آگ کا ف۱۰ ہم نے ہر چیز بنائی پہلے ٹھہرا کر ف۱۱ اور

مَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ

ہمارا کام تو یہی ایک دم کی بات ہے جیسے لپک نگاہ کی ف۱۲ اور ہم برباد کر چکے ہیں تمہارے ساتھ والوں کو

ف۱ یعنی وہ پچھلی رات میں اپنے گھر والوں کو لے کر صاف نکل گئے۔ اُن کو ہم نے عذاب کی ذرا بھی آنچ نہ لگنے دی۔ اور یہ ہی ہماری عادت ہے حق شناس اور شکر گذار بندوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔

ف۲ یعنی اُس کی باتوں میں واہی تباہی شبہے اور جھگڑے کھڑے کر کے جھٹلانے لگے۔

ف۳ یعنی فرشتے جو حسین لڑکوں کی شکل میں آئے تھے۔ اُن کو آدمی سمجھ کر اپنی خوئے بد کی وجہ سے قبضانا چاہا۔ ہم نے اُن کو اندھا کر دیا کہ ادھر اُدھر دھکے کھاتے پھرتے تھے۔ کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اور کہا لو! پہلے اس عذاب کا مزہ چکھو۔

ف۴ یعنی اندھا کرنے کے بعد اُن کی بستیاں اُلٹ دی گئیں۔ اور اُوپر سے پتھر برسائے گئے۔ اُس چھوٹے عذاب کے بعد یہ بڑا عذاب تھا۔

ف۵ حضرت موسیٰ اور ہارونؑ اور اُن کے ڈرانیوالے نشان۔

ف۶ یعنی خدا کی پکڑ بڑے زبردست کی پکڑ تھی جس کے قابو سے نکل کر کوئی بھاگ نہیں سکتا۔ دیکھ لو! تمام فرعونیوں کا بیڑہ کس طرح بحر قلزم میں غرق کیا کہ ایک بچ کر نہ نکل سکا۔

ف۷ گذشتہ اقوام کے واقعات سُنا کر موجودہ لوگوں کو خطاب ہے یعنی تم میں کے کافر کیا ان پہلے کافروں سے کچھ اچھے ہیں جو کفر و طغیان کی سزا میں تباہ نہیں کیے جائینگے؟ یا اللہ کے ہاں سے کوئی پروانہ لکھ دیا گیا ہے کہ تم جو چاہو شرارت کرتے رہو، سزا نہیں ملیگی؟ یا یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ ہمارا مجمع اور جتھا بہت بڑا ہے۔ اور سب مل کر جب ایک دوسرے کی مدد پر آ جائینگے تو سب سے بدلہ لیکر چھوڑینگے اور کسی کو اپنے مقابلہ میں کامیاب نہ ہونے دینگے۔

ف۸ یعنی عنقریب ان کو اپنے مجمع کی حقیقت کھل جائے گی جب مسلمانوں کے سامنے سے شکست کھا کر اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے چنانچہ "بدر" اور "احزاب" میں یہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔ اُس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر یہ آیت جاری تھی۔ "سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ"

ف۹ یعنی یہاں کیا شکست کھائینگے، اِن کی شکست کا اصلی وقت تو وہ ہوگا جب قیامت سر پر آ کھڑی ہوگی۔ وہ بہت سخت مصیبت کا وقت ہوگا۔

ف۱۰ یعنی اس وقت غفلت کے نشہ میں پاگل بن رہے ہیں۔ یہ سودا دماغ میں سے اُس وقت نکلے گا جب اوندھے منہ دوزخ کی آگ میں گھسیٹے جائینگے اور کہا جائیگا کہ لو! اب ذرا اس کا مزہ چکھو۔

ف۱۱ یعنی ہر چیز جو پیش آنیوالی ہے اللہ کے علم میں پہلے سے ٹھہر چکی ہے۔ دنیا کی عمر اور قیامت کا وقت بھی اُس کے علم میں ٹھہرا ہوا ہے اس سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔

ف۱۲ یعنی ہم چشم زدن میں جو چاہیں کر ڈالیں کسی چیز کے بنانے یا بگاڑنے میں ہم کو دیر نہیں لگتی نہ کچھ مشقت ہوتی ہے۔

فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۵۱﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ وَكُلُّ صَغِيْرٍ
پھر ہے کوئی سوچنے والا ف۱ اور جو چیز انہوں نے کی ہے لکھی گئی ورقوں میں ف۲ اور ہر چھوٹا

وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ﴿۵۴﴾ فِيْ مَقْعَدِ
اور بڑا لکھا جا چکا ف۳ جو لوگ ڈرنے والے ہیں باغوں میں ہیں اور نہروں میں بیٹھے

صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾
سچی بیٹھک میں نزدیک بادشاہ کے، جس کا سب پر قبضہ ہے ف۴

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ
سورۃ الرحمٰن مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی اٹھتر آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بےحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلرَّحْمٰنُ ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ﴿۲﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ﴿۳﴾ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴿۴﴾
رحمٰن نے سکھلایا قرآن ف۵ بنایا آدمی پھر سکھلایا اس کو بات کرنا ف۶

اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ﴿۵﴾ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ﴿۶﴾ وَالسَّمَاۤءَ
سورج اور چاند کے لئے ایک حساب ہے ف۷ اور جھاڑ اور درخت مشغول ہیں سجدہ میں ف۸ اور آسمان کو

رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ﴿۷﴾ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ﴿۸﴾ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ
اونچا کیا اور رکھی ترازو کہ زیادتی نہ کرو ترازو میں اور سیدھی ترازو تولو

بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ﴿۹﴾ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ﴿۱۰﴾
انصاف سے اور مت گھٹاؤ تول کو ف۹ اور زمین کو بچھایا واسطے خلق کے ف۱۰

فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ﴿۱۱﴾ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ
اس میں میوہ ہے اور کھجوریں جن کے میوہ پر غلاف اور اس میں اناج ہے جس کے ساتھ بھس ہے

وَالرَّيْحَانُ ﴿۱۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۳﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ
اور پھول خوشبو دار ف۱۱ پھر کیا کیا نعمتیں رب اپنے کی جھٹلاؤ گے تم دونوں ف۱۲ بنایا آدمی کو

ع ۳ ۱۵ ۱۰

ف۱ یعنی تمہاری قماش کے بہت سے کافروں کو پہلے تباہ کر چکے ہیں۔ پھر تم میں کوئی اتنا سوچنے والا نہیں کہ انکے حال سے عبرت حاصل کر سکے۔ ف۲ یعنی ہر ایک نیکی بدی عمل کے بعد انکے اعمالناموں میں لکھی گئی ہے۔ وقت پر ساری مسل سامنے کر دیجائیگی۔ ف۳ یعنی اس سے قبل ہر چھوٹی بڑی چیز کی تفصیل "لوح محفوظ" میں لکھی جاچکی۔ تمام دفاتر باقاعدہ مرتب ہیں کوئی چھوٹی موٹی چیز بھی ادھر ادھر نہیں ہو سکتی۔ ف۴ مجرمین کے بعد متقین کا انجام بیان فرمایا کہ وہ اپنی سچائی کی بدولت اللہ و رسول کے سچے وعدوں کے موافق ایک پسندیدہ مقام میں ہونگے جہاں اس شہنشاہ مطلق کا قرب حاصل ہوگا۔ "اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ مَلِيْكٌ مُّقْتَدِرٌ ۔ مَا تَشَاۤءُ مِنْ اَمْرٍ يَكُوْنُ فَاَسْعِدْنِيْ فِي الدَّارَيْنِ وَكُنْ لِّيْ وَلَا تَكُنْ عَلَيَّ وَاٰتِنِيْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنِيْ عَذَابَ النَّارِ"۔ تم سورۃ القمر وللّٰہ الحمد والمنہ۔ ف۵ جو اس کے عطایا میں سب سے بڑا عطیہ اور اس کی نعمتوں میں سب سے اونچی نعمت و رحمت ہے، انسان کی بساط اور اسکے ظرف پر خیال کرو اور علم قرآن کے اس دریائے ناپیدا کنار کو دیکھو، بلاشبہ ایسی ضعیف البنیان ہستی کو آسمانوں اور پہاڑوں سے زیادہ بھاری چیز کا حامل بنا دینا رحمان ہی کا کام ہو سکتا ہے۔ ورنہ کہاں بشر اور کہاں خدا کا کلام۔ (تنبیہ) سورۃ "النجم" میں فرمایا تھا "عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى" الخ یہاں کھول دیا کہ قرآن کا اصلی معلم اللہ ہے گو فرشتہ کے توسط سے ہو۔

ف۶ "ایجاد" (وجود عطا فرمانا) اللہ کی بڑی نعمت بلکہ نعمتوں کی جڑ ہے اس کی دو قسمیں ہیں، ایجاد ذات، اور ایجاد صفت تو اللہ تعالیٰ نے آدمی کی ذات کو پیدا کیا اور اس میں علم بیان کی صفت بھی رکھی یعنی قدرت دی کہ اپنے مافی الضمیر کو نہایت صفائی اور حسن و خوبی سے ادا کر سکے اور دوسروں کی بات سمجھ سکے۔ اسی صفت کے ذریعہ سے وہ قرآن سیکھتا سکھاتا ہے۔ اور خیر و شر، ہدایت و ضلالت، ایمان و کفر اور دنیا و آخرت کی باتوں کو واضح طور پر سمجھتا اور سمجھاتا ہے۔

ف۷ یعنی دونوں کا طلوع و غروب، گھٹنا بڑھنا، یا ایک حالت پر قائم رہنا، پھر ان کے ذریعہ سے فصول و مواسم کا بدلنا اور سفلیات پر مختلف طرح سے اثر ڈالنا، یہ سب کچھ ایک خاص حساب اور ضابطہ اور مضبوط نظام کے ماتحت ہے۔ مجال نہیں کہ اس کے دائرہ سے باہر قدم رکھ سکیں۔ اور اپنے مالک و خالق کے دیئے ہوئے احکام سے روگردانی کر سکیں۔ اس نے اپنے بندوں کی جو خدمات ان دونوں کے سپرد کر دی ہیں۔ ان میں کوتاہی نہیں کر سکتے۔ ہمہ وقت ہماری خدمت میں مشغول ہیں۔

ف۸ یعنی علویات کی طرح سفلیات بھی اپنے مالک کی مطیع و منقاد ہیں۔ چھوٹے جھاڑ، زمین پر پھیلی ہوئی بیلیں اور اونچے درخت سب اس کے حکم تکوینی کے سامنے سربسجود ہیں۔ بندے ان کو اپنے کام میں لائیں تو انکار نہیں کر سکتے۔

ف۹ اوپر سے دو دو چیزوں کے جوڑے بیان ہوتے چلے آرہے تھے۔ یہاں بھی آسمان کی بلندی کے ساتھ آگے زمین کی پستی کا ذکر ہے۔ درمیان میں میزان (ترازو) کا ذکر شاید اس لئے ہو کہ عموماً ترازو کو تولتے وقت آسمان و زمین کے درمیان معلق رکھنا پڑتا ہے۔ یہ اس تقدیر پر ہے کہ میزان سے مراد ظاہری اور حسی ترازو ہو۔ چونکہ اس کے ساتھ بہت سے معاملات کی درستی اور حقوق کی حفاظت وابستہ تھی۔ اس لئے ہدایت فرما دی کہ وضع میزان کی یہ غرض جب ہی حاصل ہو سکتی ہے کہ نہ لیتے وقت زیادہ تولو، نہ دیتے وقت کم، ترازو کے دونوں پلے اور باٹ بٹی میں کمی بیشی نہ ہو۔ نہ تولتے وقت ڈنڈی ماری جائے بلکہ بدون کمی بیشی کے دیانتداری کے ساتھ بالکل ٹھیک ٹھیک تولا جائے۔ (تنبیہ) اکثر سلف نے وضع میزان سے اس جگہ عدل کا قائم کرنا مراد لیا ہے یعنی اللہ نے آسمان سے زمین تک ہر چیز کو حق و عدل کی بنیاد پر اعلیٰ درجہ کے توازن و تناسب کے ساتھ قائم کیا ہے۔ اگر عدل و حق ملحوظ نہ رہے تو کائنات کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ بندے بھی عدل و حق کے جادہ پر مستقیم رہیں۔ اور انصاف کی ترازو کو اٹھنے یا جھکنے نہ دیں، نہ کسی پر زیادتی کریں نہ کسی کا حق دبائیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ عدل ہی سے زمین و آسمان قائم ہیں۔ ف۱۰ کہ اس پر آرام سے چلیں پھریں اور کاروبار جاری رکھیں۔ ف۱۱ یعنی پھل میوے بھی زمین سے نکلتے ہیں اور غلہ اناج بھی۔ پھر غلہ میں دو چیزیں ہیں۔ دانہ، جو انسانوں کی غذا ہے اور بھوسہ جو جانوروں کے لئے ہے۔ اور بعض چیزیں زمین سے وہ پیدا ہوتی ہیں جو کھانے کے کام میں نہیں آتیں لیکن انکی خوشبو وغیرہ سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ ف۱۲ یعنی اے جن و انس! اوپر کی آیات میں تمہارے رب کی جو عظیم الشان نعمتیں اور قدرت کی نشانیاں بیان کی گئیں تم ان میں سے کس کس کے جھٹلانے کی جرأت کرو گے؟ کیا یہ نعمتیں اور نشانیاں ایسی ہیں جن میں سے کسی کا انکار کیا جا سکے؟ علماء نے ایک حدیث صحیح کی بنا پر لکھا ہے کہ جب کوئی شخص یہ آیت "فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ" سنے تو جواب دے "لَا بِشَيْءٍ مِّنْ نِّعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ" (اے ہمارے رب! ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے۔ سب حمد و ثنا تیرے ہی لئے ہے) (تنبیہ) گو جن کا ذکر تصریحاً پہلے نہیں ہوا۔ لیکن "اَنَام" میں وہ شامل ہیں۔ اور "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ" میں دونوں کا عبادت کے لئے پیدا ہونا مذکور ہے۔ اور اس آیت کے بعد متصل ہی آدمی اور جن کی کیفیت تخلیق بتلائی گئی ہے، اور چند آیات کے بعد "سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ" اور "يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ" میں صریحاً جن و انس کو مخاطب کیا گیا ہے، یہ قرائن دلالت کرتے ہیں کہ یہاں مخاطب وہ ہی دونوں ہیں۔

مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿۱۴﴾ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿۱۵﴾
کھنکھناتی مٹی سے جیسے ٹھیکرا اور بنایا جن کو آگ کی لپیٹ سے ف۱

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾
پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے تم دونوں ف۲ مالک دو مشرق کا اور مالک دو مغرب کا ف۳

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ
پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے چلائے دو دریا مل کر چلنے والے اُن دونوں میں ہے ایک پردہ

لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ
جو ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرے ف۴ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے نکلتا ہے اُن دونوں سے موتی

وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي
اور مونگا پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اور اُسی کے ہیں جہاز اونچے کھڑے

الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا
دریا میں جیسے پہاڑ ف۵ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے جو کوئی ہے زمین پر

ع ۱۵ ‏ النصف

فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
فنا ہونیوالا ہے اور باقی رہیگا منہ تیرے رب کا بزرگی اور عظمت والا ف۶ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی

تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۸﴾ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ
جھٹلاؤ گے اُس سے مانگتے ہیں جو کوئی ہیں آسمانوں میں اور زمین میں ہر روز اُس کو ایک

شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾
دھندا ہے ف پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ہم جلد فارغ ہونیوالے ہیں تمہاری طرف اے دو بھاری قافلو

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ
پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اے گروہ جنوں کے اور انسانوں کے اگر

اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۭ
تم سے ہو سکے کہ نکل بھاگو آسمانوں اور زمین کے کناروں سے تو نکل بھاگو

ف۱ یعنی سب آدمیوں کے باپ آدمؑ کو مٹی اور جنوں کے باپ کو آگ کے شعلہ سے پیدا کیا۔

ف۲ "آلاء" کا ترجمہ عموماً "نعمت" کیا گیا ہے لیکن ابن جریر نے بعض سلف سے "قدرت" کے معنی نقل کئے ہیں۔ اس لئے جس مقام پر جو معنی زیادہ چسپاں ہوں وہ اختیار کئے جائیں۔ یہاں اور اس سے پہلی آیت میں دونوں مطلب ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ انس و جن کو خلعت وجود سے سرفراز فرمانا اور جماد لایعقل سے عاقل بنا دینا اللہ کی بڑی نعمت ہے اور اس کی لامحدود قدرت کی نشانی بھی ہے۔ (تنبیہ) یہ جملہ "فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ" اس سورۃ میں اکتیس مرتبہ آیا ہے اور ہر مرتبہ کسی خاص نعمت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے یا شئون عظمت و قدرت میں سے کسی خاص شان کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اس قسم کی تکرار عرب و عجم کے کلاموں میں بکثرت پائی جاتی ہے۔ مدت ہوئی رسالہ "القاسم" میں بندہ نے ایک مضمون بعنوان "قرآن مجید میں تکرار کیوں ہے" چھپوایا تھا اُس میں چند نظائر شعرائے عرب کے کلاموں سے پیش کی گئی ہیں اور تکرار کے فلسفہ پر بحث کی ہے یہاں اُس کے بسط کا موقع نہیں۔

ف۳ جاڑے اور گرمی میں جس جس نقطہ سے سورج طلوع ہوتا ہے وہ دو مشرق اور جہاں جہاں غروب ہوتا ہے وہ دو مغرب ہوئیں۔ ان ہی مشرقین اور مغربین کے تغیر و تبدل سے موسم اور فصلیں بدلتی ہیں۔ اور طرح طرح کے انقلابات ہوتے ہیں۔ زمین والوں کے ہزارہا فوائد و مصالح اِن تغیرات سے وابستہ ہیں۔ تو ان کا ادل بدل بھی خدا کی بڑی بھاری نعمت اور اُسکی قدرت عظیمہ کی نشانی ہوئی۔ (تنبیہ) آیت سے پہلے اور پیچھے دُور تک دو دو چیزوں کے جوڑے بیان ہوئے ہیں اس لئے یہاں مشرقین و مغربین کا ذکر نہایت ہی لطف دیتا ہے۔

ف۴ یعنی ایسا نہیں کہ میٹھا اور کھاری پانی ایک دوسرے پر چڑھائی کر کے اس کی خاصیت وغیرہ کو بالکلیہ زائل کر دے یا دونوں مل کر دنیا کو غرق کر ڈالیں۔ اس آیت کے مضمون کے متعلق کچھ تقریر سورۃ "فرقان" کے اواخر میں گذر چکی ہے۔ اُس کو ملاحظہ کر لیا جائے۔

ف۵ یعنی کشتیاں اور جہاز گو بظاہر تمہارے بنائے ہوئے ہیں مگر خود تم کو اللہ نے بنایا اُسی نے وہ قوتیں اور سامان عطا کئے جن سے جہاز تیار کرتے ہو۔ لہٰذا تم اور تمہاری مصنوعات سب کا مالک و خالق وہ ہی خدا ہوا۔ اور یہ سب اُسی کی نعمتیں اور قدرت کی نشانیاں ہوئیں (تنبیہ) یہ جملہ پہلے جملہ "يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ الخ" کے مقابل ہے یعنی دریا کے نیچے سے وہ نعمتیں نکلتی ہیں اور اوپر یہ نعمتیں موجود ہیں۔

ف۶ یعنی زمین و آسمان کی تمام مخلوق زبان حال و قال سے اپنی حاجات اُسی خدا سے طلب کرتی ہے۔ کسی کو ایک لمحہ کے لئے اُس سے استغناء نہیں۔ اور وہ بھی سب کی حاجت روائی اپنی حکمت کے موافق کرتا ہے۔ ہر وقت اُس کا الگ کام اور ہر روز اُس کی نئی شان ہے۔ کسی کو مارنا، کسی کو جلانا، کسی کو بیمار کرنا، کسی کو تندرست کر دینا، کسی کو بڑھانا، کسی کو گھٹانا، کسی کو دینا، کسی سے لینا اُس کی شئون میں داخل ہیں۔ وقس علیٰ ہٰذا۔

ف۷ یعنی دنیا کے یہ کام اور دھندے عنقریب ختم ہونیوالے ہیں۔ اس کے بعد ہم دوسرا دور شروع کریں گے جب تم دونوں بھاری قافلوں (جن و انس) کا حساب کتاب ہوگا مجرموں کی پوری طرح خبر لیجائیگی۔ اور وفاداروں کو پورا صلہ دیا جائیگا۔

لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿٣٣﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٤﴾
نہیں نکل سکنے کے بدون سند کے ف۱ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ف۲
يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّ نُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿٣٥﴾
چھوڑے جائیں تم پر شعلے آگ کے صاف ، اور دھواں ملے ہوئے ، پھر تم بدلہ نہیں لے سکتے ف۳
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٦﴾ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً
پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ف۴ پھر جب پھٹ جائے آسمان تو ہو جائے گلابی
كَالدِّهَانِ ﴿٣٧﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٨﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ
جیسے نری ف۵ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے پھر اُس دن پوچھ نہیں
عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ﴿٣٩﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٠﴾
اُس کے گناہ کی کسی آدمی سے اور نہ جن سے ف۶ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے
يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ﴿٤١﴾
پہچانے پڑینگے گنہگار اپنے چہرے سے ف۷ پھر پکڑا جائیگا پیشانی کے بال سے اور پاؤں سے ف۸
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٢﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا
پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے یہ دوزخ ہے جس کو جھوٹ بتاتے تھے
الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٤٣﴾ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿٤٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
گنہگار ف۹ پھرینگے بیچ اُسکے اور کھولتے پانی کے ف۱۰ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی
تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٥﴾ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿٤٦﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
جھٹلاؤ گے اور جو کوئی ڈرا کھڑے ہونے سے اپنے رب کے آگے اسکے لئے ہیں دو باغ ف۱۱ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے
تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٧﴾ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ﴿٤٨﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٩﴾ فِيْهِمَا
رب کی جھٹلاؤ گے ، جن میں بہت سی شاخیں ف۱۲ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اُن دونوں میں
عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ ﴿٥٠﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥١﴾ فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ
دو چشمے بہتے ہیں ف۱۳ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اُن دونوں میں ہر

ف۱ یعنی اللہ کی حکومت سے کوئی چاہے کہ نکل بھاگے تو بدون قوت اور غلبہ کے کیسے بھاگ سکتا ہے کیا خدا سے زیادہ کوئی قوی اور زور آور ہے پھر نکل کر جائیگا کہاں، دوسری قلمرو کونسی ہے جہاں پناہ لیگا۔ نیز دنیا کی معمولی حکومتیں بدون سند اور پروانۂ راہداری کے اپنی قلمرو سے نکلنے نہیں دیتیں تو اللہ بدون سند کے کیوں نکلنے دیگا۔

ف۲ یعنی اس طرح کھول کھول کر سمجھانا اور تمام نشیب و فراز پر متنبہ کرنا کتنی بڑی نعمت ہے۔ کیا اس نعمت کی تم قدر نہیں کرو گے اور اللہ کی ایسی عظیم الشان قدرت کو جھٹلاؤ گے۔

ف۳ یعنی جس وقت مجرموں پر آگ کے صاف شعلے اور دھواں ملے ہوئے شرارے چھوڑے جائینگے کوئی اُن کو دفع نہ کر سکیگا۔ اور نہ وہ اس سزا کا کچھ بدلہ لے سکیں گے۔

ف۴ مجرموں کو سزا دینا بھی وفاداروں کے حق میں انعام ہے اور اس سزا کا بیان کرنا تا لوگ سُن کر اُس جُرم سے باز رہیں، یہ مستقل انعام ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "ہر آیت میں نعمت جتائی کوئی اب نعمت ہے اور کسی کی خبر دینا نعمت ہے، کہ اُس سے بچیں"۔

ف۵ یعنی قیامت کے دن آسمان پھٹے گا اور رنگ میں لال نری کی طرح ہو جائیگا۔

ف۶ یعنی کسی آدمی یا جنّ سے اُسکے گناہوں کے متعلق معلوم کرنے کی غرض سے سُؤال نہ کیا جائیگا کیونکہ خدا کو پہلے سے سب کچھ معلوم ہے ہاں بطور الزام و توبیخ ضابطہ کا سوال کرینگے۔ کما قال "فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ" (حجر۔ رکوع ۶) یا یہ مطلب ہو کہ قبروں سے اُٹھتے وقت سُوال نہ ہوگا بعد میں ہونا اس کے منافی نہیں۔

ف۷ یعنی چہروں کی سیاہی اور آنکھوں کی نیلگونی سے مجرم خود بخود پہچانے جائینگے جیسے مؤمنین کی شناخت سجدہ اور وضو کے آثار و انوار سے ہوگی۔

ف۸ یعنی کسی کے بال اور کسی کی ٹانگ پکڑ کر جہنم کی طرف گھسیٹا جائیگا۔ یا ہر ایک مجرم کی ہڈیاں پسلیاں توڑ کر پیشانی کو پاؤں سے ملا دینگے اور زنجیر وغیرہ سے جکڑ کر دوزخ میں ڈالیں گے۔

ف۹ یعنی اُس وقت کہا جائیگا کہ یہ وہی دوزخ ہے جس کا دنیا میں انکار کیا کرتے تھے۔

ف۱۰ یعنی کبھی آگ کا اور کبھی کھولتے پانی کا عذاب ہوگا۔ (اعاذنا اللہ منہما و من سائر انواع العذاب)

ف۱۱ یعنی جس کو دنیا میں ڈر لگا رہا کہ ایک روز اپنے رب کے آگے کھڑا ہونا اور رتی رتی کا حساب دینا ہے۔ اور اسی ڈر کی وجہ سے اللہ کی نافرمانی سے بچتا رہا اور پوری طرح تقویٰ کے راستوں پر چلا اس کے لئے وہاں دو عالیشان باغ ہیں جن کی صفات آگے بیان کی گئی ہیں۔

ف۱۲ یعنی مختلف قسم کے پھل ہونگے اور درختوں کی شاخیں نہایت پُر میوہ اور سایہ دار ہوں گی۔

ف۱۳ یعنی جو کسی وقت تھمتے نہیں۔ نہ خشک ہوتے ہیں۔

فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾ مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰى فُرُشٍ

میوہ قسم قسم کا ہوگا — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے — تکیہ لگائے بیٹھے بچھونوں پر

بَطَآىٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ وَ جَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

جن کے استر نافتے کے ف۱ — اور میوہ اُن باغوں کا جُھک رہا ف۲ — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی

تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾ فِیْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ

جھٹلاؤ گے — اُن میں عورتیں ہیں نیچی نگاہ والیاں — نہیں قربت کی اُن سے کسی آدمی نے اُن سے پہلے

وَ لَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۷﴾ كَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَ

اور نہ کسی جن نے ف۳ — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے — وہ کیسی جیسے کہ لعل — اور

الْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۹﴾ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ

مُونگا ف۴ — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے — اور کیا بدلہ ہے نیکی کا

اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۱﴾ وَ مِنْ دُوْنِهِمَا

مگر نیکی ف۵ — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے — اور اُن دو کے سوائے اور

جَنَّتٰنِ ﴿۶۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۳﴾ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ فَبِاَیِّ

دو باغ ہیں ف۶ — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے — گہرے سبز جیسے سیاہ ف۷ — پھر کیا کیا

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۵﴾ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿۶۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے — اُن میں دو چشمے ہیں — اُبلتے ہوئے — پھر کیا کیا نعمتیں

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۷﴾ فِیْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّ نَخْلٌ وَّ رُمَّانٌ ﴿۶۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

اپنے رب کی جھٹلاؤ گے — اُن میں میوے ہیں — اور کھجوریں — اور انار ف۸ — پھر کیا کیا نعمتیں

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۹﴾ فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿۷۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

اپنے رب کی جھٹلاؤ گے — اُن سب باغوں میں اچھی عورتیں ہیں خوبصورت ف۹ — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی

تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۱﴾ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ ﴿۷۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۳﴾

جھٹلاؤ گے — حوریں ہیں رُکی رہنے والیاں خیموں میں ف۱۰ — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے

ف۱ جب ان کا استر دبیز ریشم کا ہوگا تو ابرے کو اسی سے قیاس کرلو۔ کیسا کچھ ہوگا۔

ف۲ جس کے چننے میں کلفت نہ ہوگی۔ کھڑے، بیٹھے، لیٹے، ہر حالت میں بے تکلف متمتع ہوسکیں گے۔

ف۳ یعنی اُن کی عصمت کو کسی نے بھی چھوا، نہ انہوں نے اپنے ازواج کے سوا کسی کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا۔

ف۴ یعنی ایسی خوش رنگ اور بیش بہا۔

ف۵ یعنی نیک بندگی کا بدلہ نیک ثواب کے سوا کیا ہوسکتا ہے۔ ان جنتیوں نے دنیا میں اللہ کی انتہائی عبادت کی تھی۔ گویا وہ اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ اللہ نے اُن کو انتہائی بدلہ دیا۔ "فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ" (سجدہ۔ رکوع ۲)۔ شاید اس میں دولتِ دیدار کی طرف بھی اشارہ ہو۔ واللہ اعلم۔

ف۶ شاید پہلے دو باغ مقربین کے لئے تھے اور یہ دونوں اصحاب یمین کے لئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

ف۷ سبزی جب زیادہ گہری ہوتی ہے تو سیاہی مائل ہوجاتی ہے۔

ف۸ مگر یہاں کے انار اور کھجوروں پر قیاس نہ کیا جائے۔ اُن کی کیفیت اللہ ہی جانے۔

ف۹ یعنی اچھے اخلاق کی خوبصورت اور خوب سیرت۔

ف۱۰ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت ذات کی خوبی گھر میں رُکے رہنے ہی سے ہے۔

لَمۡ یَطۡمِثۡهُنَّ اِنۡسٌ قَبۡلَهُمۡ وَلَا جَآنٌّ ۚ﴿٧٤﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿٧٥﴾

نہیں ہاتھ لگایا اُن کو کسی آدمی نے اُن سے پہلے اور نہ کسی جنّ نے — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے

مُتَّکِـِٕیۡنَ عَلٰی رَفۡرَفٍ خُضۡرٍ وَّعَبۡقَرِیٍّ حِسَانٍ ۚ﴿٧٦﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا

تکیہ لگائے بیٹھے سبز مسندوں پر اور قیمتی بچھونے نفیس پر — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی

تُکَذِّبٰنِ ﴿٧٧﴾ تَبٰرَكَ اسۡمُ رَبِّكَ ذِی الۡجَلٰلِ وَالۡاِکۡرَامِ ﴿٧٨﴾

جھٹلاؤ گے — بڑی برکت ہے نام کو تیرے رب کی جو بڑائی والا اور عظمت والا ہے ف١

سُوۡرَةُ الۡوَاقِعَةِ مَکِّیَّةٌ وَّهِیَ سِتٌّ وَّتِسۡعُوۡنَ اٰیَةً وَّثَلٰثُ رُکُوۡعَاتٍ

سورۂ واقعہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی چھیانوے آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا وَقَعَتِ الۡوَاقِعَةُ ۙ﴿١﴾ لَیۡسَ لِوَقۡعَتِهَا کَاذِبَةٌ ۘ﴿٢﴾ خَافِضَةٌ

جب ہو پڑے ہو پڑنے والی — نہیں ہے اُس کے ہو پڑنے میں کچھ جھوٹ ف٢ — پست کرنیوالی ہے

رَّافِعَةٌ ۙ﴿٣﴾ اِذَا رُجَّتِ الۡاَرۡضُ رَجًّا ۙ﴿٤﴾ وَّبُسَّتِ الۡجِبَالُ بَسًّا ۙ﴿٥﴾

بلند کرنیوالی ف٣ — جب لرزے زمین کپکپا کر — اور ریزہ ریزہ ہوں پہاڑ ٹوٹ پھوٹ کر

فَکَانَتۡ هَبَآءً مُّنۡۢبَثًّا ۙ﴿٦﴾ وَّکُنۡتُمۡ اَزۡوَاجًا ثَلٰثَةً ؕ﴿٧﴾ فَاَصۡحٰبُ

پھر ہو جائیں غبار اُڑتا ہوا ف٤ — اور تم ہو جاؤ تین قسم پر ف٥ — پھر داہنے

الۡمَیۡمَنَةِ ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡمَیۡمَنَةِ ؕ﴿٨﴾ وَاَصۡحٰبُ الۡمَشۡـَٔمَةِ ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ

والے کیا خوب ہیں داہنے والے ف٦ — اور بائیں والے کیا بُرے لوگ ہیں

الۡمَشۡـَٔمَةِ ؕ﴿٩﴾ وَالسّٰبِقُوۡنَ السّٰبِقُوۡنَ ۚ﴿١٠﴾ اُولٰٓئِكَ الۡمُقَرَّبُوۡنَ ۚ﴿١١﴾ فِیۡ

بائیں والے ف٧ — اور اگاڑی والے تو اگاڑی والے — وہ لوگ ہیں مقرب — باغوں

جَنّٰتِ النَّعِیۡمِ ﴿١٢﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الۡاَوَّلِیۡنَ ۙ﴿١٣﴾ وَقَلِیۡلٌ مِّنَ الۡاٰخِرِیۡنَ ؕ﴿١٤﴾

میں نعمت کے ف٨ — انبوہ ہے پہلوں میں سے — اور تھوڑے ہیں پچھلوں میں سے ف٩

ع ٣ — ١٤

ف۱ یعنی جس نے اپنے وفاداروں پر ایسے احسان و انعام فرمائے اور غور کرو تو تمام نعمتوں میں اصلی خوبی اُسی کے نامِ پاک کی برکت سے ہے۔ اور اُسی کا نام لینے سے یہ نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ پھر سمجھ لو جس کے اسم میں اس قدر برکت ہے مسمّٰی میں کیا کچھ ہوگی۔ "وَنَسْئَلُ اللّٰهَ الْکَرِیْمَ الْوَهَّابَ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اَنْ یَّجْعَلَنَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ۔" اٰمین

تم سورۃ الرحمٰن و للہ الحمد و المنہ

ف۲ یعنی قیامت جب ہو پڑیگی اُس وقت کھل جائیگا کہ یہ کوئی جھوٹی بات نہ تھی۔ نہ اُسے کوئی ٹلا سکے گا۔ نہ واپس کر سکیگا اور "لَا یَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ یَّمُوْتُ" وغیرہ کے جھوٹے دعوے سب ختم ہو جائیں۔ کوئی شخص جھوٹی تسلیوں سے اس دن کی ہولناک سختیوں کو گھٹانا چاہے یہ بھی نہ ہوگا۔

ف۳ یعنی ایک گروہ کو نیچے لے جاتی ہے اور ایک گروہ کو اُوپر اُٹھاتی ہے۔ بڑے بڑے متکبروں کو جو دنیا میں بہت معزز اور سربلند سمجھے جاتے تھے اسفل السافلین کی طرف دھکیل کر دوزخ میں پہنچا دیگی اور کتنے ہی متواضعین کو جو دنیا میں پست اور حقیر نظر آتے تھے، ایمان و عمل صالح کی بدولت جنت کے اعلیٰ مقامات پر فائز کریگی۔

ف۴ یعنی زمین میں سخت زلزلہ آئیگا اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر غبار کی طرح اُڑتے پھرینگے۔

ف۵ یعنی وقوع قیامت کے بعد کُل آدمیوں کی تین قسمیں کر دی جائینگی۔ دوزخی، عام جنتی، اور خواص مقربین جو جنت کے نہایت اعلیٰ درجات پر فائز ہونگے۔ آگے تینوں کا مجملاً ذکر کرتے ہیں۔ پھر اُن کے احوال کی تفصیل بیان ہوگی۔

ف۶ یعنی جو لوگ عرش عظیم کی داہنی طرف ہونگے جن کو اخذ میثاق کے وقت آدمؑ کے داہنے پہلو سے نکالا گیا تھا۔ اور اُن کا اعمالنامہ بھی داہنے ہاتھ میں دیا جائیگا اور فرشتے بھی اُن کو داہنی طرف سے لیں گے۔ اُس روز اُن کی خوبی اور یُمن و برکت کا کیا کہنا، شب معراج میں حضورؐ نے ان ہی کی نسبت دیکھا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی داہنی طرف نظر کر کے ہنستے ہیں اور بائیں طرف دیکھ کر روتے ہیں۔

ف۷ یہ لوگ آدمؑ کے بائیں پہلو سے نکالے گئے، عرش کے بائیں جانب کھڑے کئے جائینگے۔ اعمالنامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا اور فرشتے بائیں طرف سے اُن کو پکڑینگے، اُن کی نحوست اور بدبختی کا کیا ٹھکانا۔

ف۸ یعنی جو لوگ کمالات علمیہ و عملیہ اور مراتب تقویٰ میں دوڑ کر اصحاب یمین سے آگے نکل گئے۔ وہ حق تعالیٰ کی رحمتوں اور مراتب قرب و وجاہت میں بھی سب سے آگے ہیں۔ (وَهُمُ الْاَنْبِیَاءُ وَالرُّسُلُ وَالصِّدِّیْقُوْنَ وَالشُّهَدَاءُ یَکُوْنُوْنَ بَیْنَ یَدَیْ رَبِّهِمْ عَزَّ وَجَلَّ کما قال ابن کثیرؒ)

ف۹ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "پہلے کہا، پہلی اُمتوں کو، اور پچھلی یہ اُمت (محمدیہ) یا پہلے پچھلے اسی اُمت کے (مراد ہوں) یعنی اعلیٰ درجہ کے لوگ پہلے بہت ہو چکے ہیں۔ پیچھے کم ہوتے ہیں۔" (تنبیہ) اکثر مفسرین نے آیت کی تفسیر میں یہ دونوں احتمال بیان کئے ہیں۔ حافظ ابن کثیرؒ نے دوسرے احتمال کو ترجیح دی اور روح المعانی میں طبرانی وغیرہ سے ایک حدیث ابوبکرہ کی بسند حسن نقل کی ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کے متعلق فرمایا "هُمَا جَمِیْعًا مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ۔" واللہ اعلم۔ ابن کثیرؒ نے ایک تیسرا مطلب آیت کا بیان کیا ہے۔ احقر کو وہ پسند ہے یعنی ہر اُمت کے پہلے طبقہ میں نبی کی صحبت یا قرب عہد کی برکت سے اعلیٰ درجہ کے مقربین جس قدر کثرت سے ہوئے ہیں، پچھلے طبقوں میں وہ بات نہیں رہی۔ کما قال صلی اللہ علیہ وسلم "خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ" ہاں اگر ابوبکرہ کی حدیث صحیح ہو جیسا کہ روح المعانی میں ہے تو ظاہر ہے وہ ہی مطلب متعین ہوگا۔

عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ﴿١٥﴾ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ﴿١٦﴾ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ

بیٹھے ہیں جڑاؤ تختوں پر ف۱ تکیہ لگائے اُن پر ایک دوسرے کے سامنے ف۲ لئے پھرتے ہیں انکے پاس

وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿١٧﴾ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿١٨﴾

لڑکے سدا رہنے والے ف۳ آبخورے اور کوزے اور پیالہ نتھری شراب کا

لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ﴿١٩﴾ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ﴿٢٠﴾

جس سے نہ سر دُکھے اور نہ بکواس لگے ف۴ اور میوہ جونسا پسند کر لیں

وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿٢١﴾ وَحُوْرٌ عِيْنٌ ﴿٢٢﴾ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ

اور گوشت اُڑتے جانوروں کا جس قسم کو جی چاہے ف۵ اور عورتیں گوری بڑی آنکھوں والیاں جیسے موتی کے دانے

الْمَكْنُوْنِ ﴿٢٣﴾ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٤﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّ

اپنے غلاف کے اندر ف۶ بدلہ اُن کاموں کا جو کرتے تھے نہیں سنیں گے وہاں بکواس اور

لَا تَاْثِيْمًا ﴿٢٥﴾ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿٢٦﴾ وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ

نہ گناہ کی بات مگر ایک بولنا سلام سلام ف۷ اور داہنے والے کیا کہنے داہنے

الْيَمِيْنِ ﴿٢٧﴾ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ﴿٢٨﴾ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ﴿٢٩﴾ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ﴿٣٠﴾

والوں کے رہتے ہیں بیری کے درختوں میں جن میں کانٹا نہیں ف۸ اور کیلے تہ پر تہ اور سایہ لمبا ف۹

وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ﴿٣١﴾ وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ﴿٣٢﴾ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ﴿٣٣﴾

اور پانی بہتا ہوا اور میوہ بہت نہ اُس میں سے ٹوٹا اور نہ روکا ہوا ف۱۰

وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ﴿٣٤﴾ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ﴿٣٥﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ﴿٣٦﴾

اور بچھونے اونچے ف۱۱ ہم نے اُٹھایا اُن عورتوں کو ایک اچھی اُٹھان پر پھر کیا اُن کو کنواریاں

عُرُبًا اَتْرَابًا ﴿٣٧﴾ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٣٨﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٣٩﴾ وَثُلَّةٌ

پیار دلانیوالیاں ہم عمر واسطے داہنے والوں کے ف۱۲ انبوہ ہے پہلوں میں سے اور انبوہ ہے

مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿٤٠﴾ وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿٤١﴾ فِيْ سَمُوْمٍ وَّ

پچھلوں میں سے ف۱۳ اور بائیں والے کیسے بائیں والے تیز بھاپ میں اور

ف۱ جو سونے کے تاروں سے بُنے گئے ہیں۔

ف۲ یعنی نشست ایسی ہوگی کہ کسی ایک کی پیٹھ دوسرے کی طرف نہ رہے گی۔

ف۳ یعنی خدمت کے لئے لڑکے ہونگے جو سدا ایک حالت پر رہینگے

ف۴ یعنی نتھری اور صاف شراب جس کے قدرتی چشمے جاری ہونگے اُس کے پینے سے نہ سر گرانی ہوگی نہ بکواس لگیگی کیونکہ اُس میں نشہ نہ ہوگا۔ خالص سرور اور لذت ہوگی۔

ف۵ یعنی جس وقت جو میوہ پسند ہو اور جس قسم کا گوشت مرغوب ہو بدون محنت و تعب کے پہنچیگا۔

ف۶ یعنی صاف موتی کی طرح جس پر گرد و غبار کا ذرا بھی اثر نہ آیا ہو۔

ف۷ یعنی لغو اور واہیات باتیں وہاں نہیں ہونگی نہ کوئی جھوٹ بولیگا نہ کسی پر جھوٹی تہمت رکھیگا۔ بس ہر طرف سے سلام سلام کی آوازیں آئینگی یعنی جنتی ایکدوسرے کو اور فرشتے جنتیوں کو سلام کرینگے۔ اور رب کریم کا سلام پہنچیگا جو بہت ہی بڑے اعزاز و اکرام کی صورت ہے اور سلام کی یہ کثرت اسکی طرف اشارہ ہے کہ اب یہاں پہنچکر تم تمام آفات اور مصائب سے محفوظ اور صحیح و سالم رہو گے نہ کسی طرح کا آزار پہنچیگا نہ موت آئیگی نہ فنا۔

ف۸ جو قسم قسم کے مزہ دار پھلوں سے لدے ہونگے۔

ف۹ یعنی نہ دھوپ ہوگی نہ گرمی سردی لگیگی۔ نہ اندھیرا ہوگا۔ صبح کے بعد اور طلوع شمس سے پہلے جیسا درمیانی وقت ہوتا ہے ایسا معتدل سایہ سمجھو اور لمبا پھیلا ہوا اتنا کہ بہترین تیز رفتار گھوڑا سو برس تک متواتر چلتا رہے تو ختم نہ ہو۔

ف۱۰ بہت قسم کا میوہ، نہ پہلے اُس میں سے کسی نے توڑا نہ دنیا کے موسمی میووں کی طرح آیندہ ختم ہو نہ اُس کے لینے میں کسی قسم کی روک ٹوک پیش آئے۔

ف۱۱ یعنی بیحد دبیز اور اُونچے ظاہر میں بھی اور رُتبہ میں بھی۔

ف۱۲ یعنی حوریں اور دنیا کی عورتیں جو جنت میں ملیں گی وہاں اُنکی پیدائش اور اُٹھان خدا کی قدرت سے ایسا ہوگا کہ ہمیشہ خوبصورت جوان بنی رہینگی۔ جن کی باتوں اور طرز و انداز پر بیساختہ پیار آئے اور سب کو آپس میں ہم عمر رکھا جائیگا اور اُنکے ازواج کے ساتھ بھی عمر کا تناسب برابر قائم رہیگا۔

ف۱۳ یعنی اصحاب یمین پہلوں میں بھی بکثرت ہوتے ہیں اور پچھلوں میں بھی اُن کی بہت کثرت ہوگی۔

وَحَمِيمٍ (٤٢) وَظِلٍّ مِّن يَحْمُومٍ (٤٣) لَّا بَارِدٍ وَلَا كَرِيمٍ (٤٤) إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ
جلتے پانی میں — اور سایہ میں دھوئیں کے — نہ ٹھنڈا — اور نہ عزت کا ف۱ — وہ لوگ تھے — اس سے
ذَٰلِكَ مُتْرَفِينَ (٤٥) وَكَانُوا يُصِرُّونَ عَلَى الْحِنثِ الْعَظِيمِ (٤٦) وَكَانُوا
پہلے — خوش حال — اور ضد کرتے تھے — اُس بڑے — گناہ پر ف۲ — اور
يَقُولُونَ أَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ (٤٧) أَوَ
کہا کرتے تھے — کیا جب ہم مرگئے اور ہوچکے مٹی — اور ہڈیاں — کیا ہم پھر اُٹھائے جائینگے — اور کیا
آبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ (٤٨) قُلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ (٤٩) لَمَجْمُوعُونَ
ہمارے اگلے باپ دادے بھی ف۳ — تو کہہ دے کہ — اگلے — اور پچھلے — سب اکٹھے ہونیوالے ہیں
إِلَىٰ مِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ (٥٠) ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا الضَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ (٥١)
ایک دن مقرر کے — وقت پر ف۴ — پھر تم جو ہو — اے — بہکے ہوؤ — جھٹلانے والو
لَآكِلُونَ مِن شَجَرٍ مِّن زَقُّومٍ (٥٢) فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ (٥٣) فَشَارِبُونَ
البتہ کھاؤگے — ایک درخت سینڈھ کے سے — پھر بھروگے — اُس سے پیٹ ف۵ — پھر پیوگے
عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيمِ (٥٤) فَشَارِبُونَ شُرْبَ الْهِيمِ (٥٥) هَٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّينِ (٥٦)
اُس پر — ایک جلتا پانی — پھر پیوگے — جیسے پیئیں اُونٹ تونسے ہوئے ف۶ — یہ مہمانی ہے اُن کی انصاف کے دن ف۷
نَحْنُ خَلَقْنَاكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُونَ (٥٧) أَفَرَأَيْتُم مَّا تُمْنُونَ (٥٨) أَأَنتُمْ
ہم نے — تم کو بنایا — پھر کیوں نہیں سچ مانتے ف۸ — بھلا دیکھو تو جو پانی تم ٹپکاتے ہو — اب — تم
تَخْلُقُونَهُ أَمْ نَحْنُ الْخَالِقُونَ (٥٩) نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا
اُس کو بناتے ہو — یا ہم ہیں — بنانے والے ف۹ — ہم ٹھہرا چکے — تم میں — مرنا ف۱۰ — اور
نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ (٦٠) عَلَىٰ أَن نُّبَدِّلَ أَمْثَالَكُمْ وَنُنشِئَكُمْ فِي مَا
ہم — عاجز نہیں — اس بات سے کہ بدلے میں لے آئیں تمہاری طرح کے لوگ اور اُٹھا کھڑا کریں تم کو
لَا تَعْلَمُونَ (٦١) وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْأَةَ الْأُولَىٰ فَلَوْلَا تَذَكَّرُونَ (٦٢)
وہاں جہاں تم نہیں جانتے ف۱۱ — اور تم جان چکے ہو — پہلا — اُٹھان — پھر کیوں نہیں یاد کرتے — ف۱۲

ف۱ یعنی دوزخ کی آگ سے کالا دُھواں اُٹھیگا۔ اُس کے سایہ میں رکھے جائینگے۔ جس سے کوئی جسمانی یا رُوحانی آرام نہ ملیگا۔ نہ ٹھنڈک پہنچیگی۔ نہ وہ عزت کا سایہ ہوگا۔ ذلیل وخوار اُس کی تپش میں بُھنتے رہینگے۔ یہ اُن کی دنیوی خوشحالی کا جواب ہوا جس کے غرور میں اللہ اور رسُول سے ضد باندھی تھی۔

ف۲ وہ بڑا گناہ کفر وشرک ہے اور تکذیب انبیاء یا جھوٹی قسمیں کھاکر یہ کہنا کہ مرنے کے بعد ہرگز کوئی زندگی نہیں۔ کما قال تعالیٰ "وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مَن يَمُوتُ" (نحل۔ رکوع ۵)

ف۳ جو ہم سے بھی بہت پہلے مرچکے۔ یعنی یہ بات کس کی سمجھ میں آسکتی ہے۔

ف۴ یعنی قیامت کے دن جس کا وقت اللہ کے علم میں مقرر ہے۔

ف۵ یعنی جب بھوک سے مضطر ہوگے تو یہ درخت کھانے کو ملیگا اور اسی سے پیٹ بھرنا پڑیگا۔

ف۶ یعنی گرمی میں تونسا ہوا اُونٹ جیسے پیاس کی شدت سے ایک دم پانی چڑھاتا چلا جاتا ہے۔ یہ ہی حال دوزخیوں کا ہوگا لیکن وہ گرم پانی جب مُنہ کے قریب پہنچائیں گے تو منہ کو بھون ڈالیگا، اور پیٹ میں پہنچیگا تو آنتیں کٹ کر باہر آپڑینگی (العیاذ باللہ)

ف۷ یعنی انصاف کا مقتضا یہ ہی تھا کہ اُن کی مہمانی اس شان سے کی جائے۔

ف۸ یعنی اس بات کو کیوں نہیں مانتے کہ پہلے بھی اُس نے پیدا کیا اور وہ ہی دوبارہ پیدا کردیگا۔

ف۹ یعنی رحم مادر میں نطفہ سے انسان کون بناتا ہے۔ وہاں تو تمہارا کسی کا ظاہری تصرّف بھی نہیں چلتا۔ پھر ہمارے سوا کون ہے جو پانی کے قطرہ پر ایسی خوبصورت تصویر کھینچتا اور اُس میں جان ڈالتا ہے۔

ف۱۰ یعنی جِلانا مارنا سب ہمارے قبضے میں ہے۔ جب وجود وعدم کی باگ ہمارے ہاتھ میں ہوئی تو مرنے کے بعد اُٹھا دینا کیا مشکل ہوگا۔

ف۱۱ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی تم کو اور جہان میں لیجائیں تمہاری جگہ یہاں اور خلقت بسادیں۔"

ف۱۲ یعنی پہلی پیدائش کو یاد کرکے دوسری کو بھی سمجھ لو۔

ف۱ یعنی بظاہر بیج زمین میں تم ڈالتے ہو لیکن زمین کے اندر اُس کی پرورش کرنا پھر باہر نکال کر ایک لہلہاتی کھیتی بنا دینا کس کا کام ہے اس کے متعلق تو ظاہری اور سطحی دعویٰ بھی تم نہیں کرسکتے کہ ہماری تیار کی ہوئی ہے۔ ف۲ یعنی کھیتی پیدا کرنے کے بعد اُس کا محفوظ اور باقی رکھنا بھی ہمارا ہی کام ہے۔ ہم چاہیں تو کوئی آفت بھیج دیں جس سے ایک دم میں ساری کھیتی تہس نہس ہو کر رہ جائے پھر تم سر پکڑ کر روؤ اور آپس میں بیٹھ کر باتیں بنانے لگو کہ میاں ہمارا تو بڑا بھاری نقصان ہو گیا۔ بلکہ سچ پوچھو تو بالکل خالی ہاتھ ہو گئے۔ ف۳ یعنی بارش بھی ہمارے حکم سے آتی ہے اور زمین کے خزانوں میں وہ پانی ہم ہی جمع کرتے ہیں۔ تم کو کیا قدرت تھی کہ پانی بنا لیتے یا خوشامد اور زبردستی کر کے بادل سے چھین لیتے۔ ف۴ یعنی ہم چاہیں تو میٹھے پانی کو بدل کر کھاری کڑوا بنا دیں جو نہ پی سکو نہ کھیتی کے کام آئے۔ پھر احسان نہیں مانتے کہ ہم نے میٹھے پانی کے کتنے خزانے تمہارے ہاتھ میں دے رکھے ہیں بعض روایات میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پانی پی کر فرماتے تھے۔ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَقَانَاہُ عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِہٖ وَلَمْ یَجْعَلْہُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا" (ابن کثیر)

اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿٦٣﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿٦٤﴾

بھلا دیکھو تو جو تم بوتے ہو کیا تم اُس کو کرتے ہو کھیتی یا ہم ہیں کھیتی کر دینے والے ف۱

لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطٰمًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿٦٥﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ بَلْ

اگر ہم چاہیں تو کر ڈالیں اُس کو روندا ہوا گھانس پھر تم سارے دن رہو باتیں بناتے ہم تو قرضدار رہ گئے بلکہ

نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿٦٧﴾ اَفَرَءَیْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ﴿٦٨﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ

ہم بے نصیب ہو گئے ف۲ بھلا دیکھو تو پانی کو جو تم پیتے ہو کیا تم نے اُتارا اُس کو

مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿٦٩﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْ

بادل سے یا ہم ہیں اُتارنے والے ف۳ اگر ہم چاہیں کر دیں اُس کو کھارا پھر کیوں

لَا تَشْكُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ اَفَرَءَیْتُمُ النَّارَ الَّتِیْ تُوْرُوْنَ ﴿٧١﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ

نہیں احسان مانتے ف۴ بھلا دیکھو تو آگ جس کو تم سلگاتے ہو کیا تم نے پیدا کیا

شَجَرَتَهَاۤ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿٧٢﴾ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا

اُس کا درخت یا ہم ہیں پیدا کرنے والے ف۵ ہم نے ہی تو بنایا وہ درخت یاد دلانے کو ف۶ اور برتنے کو

لِّلْمُقْوِیْنَ ﴿٧٣﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ ﴿٧٤﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿٧٥﴾

جنگل والوں کے ف۷ سو بول پاکی اپنے رب کے نام کی جو سب سے بڑا ف۸ سو میں قسم کھاتا ہوں تاروں کے ڈوبنے کی ف۹

وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِیْمٌ ﴿٧٦﴾ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِیْمٌ ﴿٧٧﴾ فِیْ كِتٰبٍ

اور یہ قسم ہے اگر سمجھو تو بڑی قسم بیشک یہ قرآن ہے عزت والا لکھا ہوا ہے ایک

مَّكْنُوْنٍ ﴿٧٨﴾ لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿٧٩﴾ تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿٨٠﴾

پوشیدہ کتاب میں اُس کو وہی چھوتے ہیں جو پاک بنائے گئے ہیں ف۱۰ اُتارا ہوا ہے پروردگار عالم کی طرف سے ف۱۱

اَفَبِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿٨١﴾ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ

اب کیا اس بات میں تم سستی کرتے ہو اور اپنا حصہ تم یہی لیتے ہو کہ

تُكَذِّبُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَلَوْلَاۤ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿٨٣﴾ وَاَنْتُمْ حِیْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿٨٤﴾

اُس کو جھٹلاتے ہو ف۱۲ پھر کیوں نہیں جس وقت (ر) جان پہنچے حلق کو اور تم اُس وقت دیکھ رہے ہو

ع ٣ / ١٥

ف۵ عرب میں کئی درخت سبز ایسے ہیں جن کو رگڑنے سے آگ نکلتی ہے جیسے ہمارے ہاں بانس، پہلے سورۂ "یٰسٓ" میں اس کا بیان ہو چکا۔ یعنی ان درختوں میں آگ کس نے رکھی ہے۔ تم نے یا ہم نے۔

ف۶ یعنی یہ آگ دیکھ کر دوزخ کی آگ کو یاد کریں کہ یہ بھی اُسی کا ایک حصہ اور ادنیٰ نمونہ ہے اور سوچنے والے کو یہ بات بھی یاد آسکتی ہے کہ جو خدا سبز درخت سے آگ نکالنے پر قادر ہے وہ یقیناً مُردہ کو زندہ کرنے پر بھی قادر ہوگا۔

ف۷ جنگل والوں اور مسافروں کو آگ سے بہت کام پڑتا ہے خصوصاً جاڑے کے موسم میں۔ اور یوں تو سب ہی کا کام اُس سے چلتا ہے۔ (تنبیہ) بعض روایات کی بناء پر علماء نے مستحب سمجھا ہے کہ ان آیات میں ہر جملۂ استفہامیہ کو تلاوت کرنے کے بعد کہے "بَلْ اَنْتَ یَا رَبِّ"

ف۸ جس نے ایسی مختلف اور کارآمد چیزیں پیدا کیں اور خالص اپنے فضل و احسان سے ہم کو منتفع کیا اُس کا شکر ادا کرنا چاہیئے! اور منکرین کی گھڑی ہوئی خرافات سے اُس کی اور اُسکے نام مبارک کی پاکی بیان کرنا چاہیئے۔ تعجب ہے کہ لوگ ایسی آیات باہرہ دیکھنے کے بعد بھی اُس کی قدرت و وحدانیت کو کماحقہٗ نہیں سمجھتے۔

ف۹ اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ قسم کھاتا ہوں آیتوں کے اُترنے کی پیغمبروں کے دلوں میں (موضح)، یا آیاتِ قرآن کے اُترنے کی آسمان سے زمین پر، آہستہ آہستہ، تھوڑی تھوڑی۔

ف۱۰ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی فرشتے اُس کتاب کو ہاتھ لگاتے ہیں۔ وہ کتاب یہ ہی قرآن لکھا ہوا ہے فرشتوں کے ہاتھوں میں یا لوح محفوظ میں"۔ اور بعض نے "لَا یَمَسُّہٗ" کی ضمیر قرآن کی طرف راجع کی ہے یعنی اس قرآن کو نہیں چھوتے مگر پاک لوگ، یعنی جو صاف دل اور پاک اخلاق رکھتے ہیں۔ وہ ہی اس کے علوم و حقائق تک ٹھیک رسائی پا سکتے ہیں۔ یا اس قرآن کو نہ چھوئیں مگر پاک لوگ یعنی بدون وضو کے ہاتھ لگانا جائز نہیں جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔ اس وقت "لَا یَمَسُّہٗ" کی نفی نہی کے لئے ہوگی۔

ف۱۱ یعنی یہ کوئی جادو ٹوٹکا نہیں نہ کاہنوں کی زٹیل اور بے سروپا باتیں ہیں نہ شاعرانہ تک بندیاں بلکہ بڑی مقدس و معزز کتاب ہے، جو رب العالمین نے عالم کی ہدایت و تربیت کے لئے اُتاری جس خدا نے چاند سورج اور تمام ستاروں کا نہایت محکم اور عجیب و غریب نظام قائم کیا، یہ ستارے ایک اٹل قانون کے ماتحت اپنے روزانہ غروب سے اسی کی عظمت و وحدانیت اور قاہرانہ تصرف و اقتدار کا عظیم الشان مظاہرہ کرتے ہیں (کما احتج بہ ابراہیم علی قومہ) اور زبان حال سے شہادت دیتے ہیں کہ جس اعلیٰ و برتر ہستی اور سلطۂ غیبیہ کے ہاتھ میں ہماری باگ ہے وہ ہی اکیلا زمین، بادل، پانی، آگ، ہوا مٹی اور کائنات کے ذرّے ذرّے کا مالک و خالق ہوگا۔ کیا ایسی روشن آسمانی نشانات کو دیکھ کر اُن مضامین کی صداقت میں کوئی شبہ رہ سکتا ہے جو پہلے رکوع میں بیان ہوئے ہیں۔ اور کیا ایک عاقل اس عظیم الشان نظام فلکی پر نظر ڈال کر اتنا نہیں سمجھ سکتا کہ ایک دوسرا باطنی نظام شمسی بھی جو قرآن کریم اور اُس کی آیات یا تمام کتب و صحف سماویہ سے عبارت ہے، اُسی پروردگار عالم کا قائم کیا ہوا ہے جس نے اپنی قدرت و رحمت کاملہ سے یہ ظاہری نظام قائم فرمایا۔ وہ ہی پاک خدا ہے جس نے رُوحانی ستاروں کے غروب ہونے کے بعد آفتاب قرآن کو چمکایا۔ اور اپنی مخلوق کو اندھیرے میں نہیں چھوڑا۔ آج تک یہ آفتاب برابر چمک رہا ہے کس کی مجال ہے جو اس کو بدل سکے یا غائب کرے۔ اس کے انوار اور شعاعیں اُن ہی دلوں میں پوری طرح منعکس ہوتی ہیں جو مانجھ کر پاک و صاف کر لئے جائیں۔

ف۱۲ یعنی کیا یہ ایسی دولت ہے جس سے منتفع ہونے میں تم سستی اور کاہلی کرو۔ اور اپنا حصہ اتنا ہی سمجھو کہ اُس کو اور اُس کے بتلائے ہوئے حقائق کو جھٹلاتے رہو جیسے بارش کو دیکھ کر کہہ دیا کرتے ہو کہ فلاں ستارہ فلاں برج میں آگیا تھا اُس سے بارش ہو گئی۔ گویا خدا سے کوئی مطلب ہی نہیں۔ اسی طرح اس بارانِ رحمت کی قدر نہ کرنا جو قرآن کی صورت میں نازل ہوئی ہے اور یہ کہہ دینا کہ وہ اللہ کی اُتاری ہوئی نہیں، سخت بدبختی اور حرماں نصیبی ہے۔ کیا ایک نعمت کی شکر گذاری یہ ہی ہے کہ اُس کو جھٹلایا جائے۔

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿٨٥﴾ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ
اور ہم اُس کے پاس ہیں تم سے زیادہ پر تم نہیں دیکھتے پھر کیوں نہیں اگر تم نہیں ہو
غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿٨٦﴾ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٨٧﴾ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ
کسی کے حکم میں تو کیوں نہیں پھیر لیتے اُس روح کو، اگر ہو تم سچے ف۱ سو جو اگر وہ مُردہ ہوا
مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٨٨﴾ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿٨٩﴾ وَاَمَّآ اِنْ
مقرب لوگوں میں تو راحت ہے اور روزی ہے اور باغ نعمت کا اور جو اگر
كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٩٠﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٩١﴾ وَاَمَّآ
وہ ہوا داہنے والوں میں تو سلامتی پہنچے تجھ کو داہنے والوں سے ف۲ اور جو
اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿٩٢﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿٩٣﴾ وَّتَصْلِيَةُ
اگر وہ ہوا جھٹلانے والوں بہکنے والوں میں سے تو مہمانی ہے جلتا پانی اور ڈالنا
جَحِيْمٍ ﴿٩٤﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿٩٥﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿٩٦﴾
آگ میں ف۳ بیشک یہ بات یہی ہے لائق یقین کے ف۴ سو بول پاکی اپنے رب کے نام سے جو سب سے بڑا ف۵

سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ
سورۂ حدید مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی انتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١﴾ لَهٗ مُلْكُ
اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں ف۶ اور وہی ہے زبردست حکمتوں والا اسی کیلئے ہے راج
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢﴾ هُوَ
آسمانوں کا اور زمین کا جِلاتا ہے اور مارتا ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے ف۷ وہی ہے
الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٣﴾ هُوَ
سب سے پہلا اور سب سے پچھلا ف۸ اور باہر اور اندر اور وہ سب کچھ جانتا ہے ف۹ وہی ہے

ف۱ یعنی ایسی بےفکری اور بیخوفی سے اللہ کی باتوں کو جھٹلاتے ہو، گویا تم کسی دوسرے کے حکم اور اختیار ہی میں نہیں، یا کبھی مرنا اور خدا کے ہاں جانا ہی نہیں۔ اچھا جس وقت تمہارے کسی عزیز و محبوب کی جان نکلنے والی ہو، سانس حلق میں اٹک جائے، موت کی سختیاں گذر رہی ہوں اور تم پاس بیٹھے اُس کی بےبسی اور درماندگی کا تماشا دیکھتے ہو، اور دوسری طرف خدا یا اُسکے فرشتے تم سے زیادہ اُس کے نزدیک ہیں جو تمہیں نظر نہیں آتے اگر تم کسی دوسرے کے قابو میں نہیں تو اُس وقت کیوں اپنے پیارے کی جان کو اپنی طرف نہیں پھیر لیتے اور کیوں بادلِ ناخواستہ اپنے سے جُدا ہونے دیتے ہو دنیا کی طرف واپس لاکر اُسے آنیوالی سزا سے کیوں بچا نہیں لیتے۔ اگر اپنے دعووں میں سچے ہو تو ایسا کر دکھاؤ۔

ف۲ یعنی تم ایک منٹ کے لئے نہیں روک سکتے۔ اُس کو اپنے ٹھکانے پر پہنچنا ضروری ہے۔ اگر وہ مُردہ مقربین میں سے ہوگا تو اعلیٰ درجہ کی رُوحانی و جسمانی راحت و عیش کے سامانوں میں پہنچ جائیگا۔ اور "اصحاب یمین" میں سے ہوا تب بھی کچھ کھٹکا نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی خاطر جمع رکھ اُن کی طرف سے"۔ یا یہ مطلب ہے کہ اصحاب یمین کی طرف سے اُس کو سلام پہنچیگا۔ یا اُس کو کہا جائیگا کہ تیرے لئے آئندہ سلامتی ہی سلامتی ہے، اور تو "اصحاب یمین" میں شامل ہے۔ بعض احادیث میں ہے کہ موت سے پہلے ہی مرنیوالے کو یہ بشارتیں مل جاتی ہیں۔ اور اسی طرح مجرموں کو اُن کی بدحالی کی اطلاع دے دی جاتی ہے۔

ف۳ یعنی اُس کا انجام یہ ہوگا اور مرنے سے پہلے اس کی خبر سُنا دی جائیگی۔

ف۴ یعنی تمہاری تکذیب سے کچھ نہیں ہوتا۔ جو کچھ اس صورت میں مومنین اور مجرمین کی خبر دیگئی ہے بالکل یقینی ہے، اسی طرح ہو کر رہیگا۔ خواہ مخواہ شبہے پیدا کر کے اپنے نفس کو دھوکا نہ دو۔ بلکہ آنے والے وقت کی تیاری کرو۔

ف۵ یعنی تسبیح و تحمید میں مشغول رہو کہ یہ ہی وہاں کی بڑی تیاری ہے اس نیک مشغلہ میں لگ کر مکذبین کی دل آزار بیہودگیوں سے بھی یکسوئی رہتی ہے اور اُن کے باطل خیالات کا رد بھی ہوتا ہے۔ یہاں سورت کے خاتمہ پر جی چاہتا ہے کہ وہ حدیث نقل کر دیجائے جس پر امام بخاریؒ نے اپنی کتاب کو ختم فرمایا ہے۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِى الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ.

تم سورۃ الواقعہ وللہ الحمد والمنہ

ف۶ یعنی زبانِ حال سے یا قال سے یا دونوں سے۔

ف۷ یعنی آسمان و زمین میں سب جگہ اُسی کا حکم اور اختیار چلتا ہے ایجاد و اعدام کی باگ اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ کوئی طاقت اُس کے تصرفِ تکوینی کو روک نہیں سکتی۔

ف۸ جب کوئی نہ تھا، وہ موجود تھا، اور کوئی نہ رہے وہ موجود رہیگا۔

ف۹ ہر چیز کا وجود و ظہور اُسکے وجود سے ہے۔ لہٰذا اُس کا وجود اگر ظاہر و باہر نہ ہو تو اور کس کا ہوگا۔ عرش سے فرش تک اور ذرہ سے آفتاب تک ہر چیز کی ہستی اُسکی ہستی کی روشن دلیل ہے لیکن اسی کے ساتھ اس کی کُنہ ذات اور حقائق صفات تک عقل و ادراک کی رسائی نہیں کسی ایک صفت کا احاطہ بھی کوئی نہیں کر سکتا نہ اپنے قیاس و رائے سے اُس کی کچھ کیفیت بیان کر سکتا ہے۔ بایں لحاظ کہہ سکتے ہیں کہ اُس سے زیادہ باطن اور پوشیدہ کوئی نہیں۔ بہرحال وہ اندر بھی باہر بھی، ظاہر بھی باطن بھی، کھلے اور چھپے ہر قسم کے احوال کا جاننے والا ہے۔ ظاہر (بمعنی غالب) ایسا کہ اس سے اوپر کوئی قوت نہیں۔ باطن ایسا کہ اُس سے پرے کوئی موقع نہیں جہاں اُسکی آنکھ سے اوجھل ہو کر پناہ مل سکے۔ ففی الحدیث وانت الظاهر فليس فوقك شیء وانت الباطن فليس دونك شیء۔

ف۱ اِس کا بیان سورۂ اعراف میں آٹھویں پارے کے ختم سے کچھ پہلے گذر چکا ہے۔ ف۲ مثلاً بارش کا پانی اور بیج زمین کے اندر جاتا ہے۔ اور کھیتی درخت وغیرہ اُس سے باہر نکلتے ہیں۔ اِس کا بیان سورۂ "سبا" میں گذر چکا۔ ف۳ آسمان کی طرف سے اُترتے ہیں فرشتے، احکام، قضا۔ وقدر کے فیصلے، اور بارش وغیرہ اور چڑھتے ہیں بندوں کے اعمال اور ملائکۃ اللہ۔ ف۴ یعنی کسی وقت تم سے غائب نہیں۔ بلکہ جہاں کہیں تم ہو اور جس حال میں ہو، وہ خوب جانتا ہے اور تمام کھلے چھپے اعمال کو دیکھتا ہے۔

الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ؕ
جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں پھر قائم ہوا تخت پر ف۱
یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا
جانتا ہے جو اندر جاتا ہے زمین کے اور جو اُس سے نکلتا ہے ف۲ اور جو کچھ اُترتا ہے آسمان سے اور جو کچھ
یَعْرُجُ فِیْهَا ؕ وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۴﴾
اُس میں چڑھتا ہے ف۳ اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو اور اللہ جو تم کرتے ہو اسکو دیکھتا ہے ف۴
لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۵﴾ یُوْلِجُ الَّیْلَ
اسی کے لئے ہے راج آسمانوں کا اور زمین کا اور اللہ ہی تک پہنچتے ہیں سب کام ف۵ داخل کرتا ہے رات کو
فِی النَّهَارِ وَیُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ ؕ وَهُوَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۶﴾ اٰمِنُوْا
دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں ف۶ اور اُس کو خبر ہے جیوں کی بات کی ف۷ یقین لاؤ
بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْهِ ؕ فَالَّذِیْنَ
اللہ پر اور اُسکے رسول پر اور خرچ کرو اُس میں سے جو تمہارے ہاتھ میں دیا ہے اپنا نائب کر کر ف۸ سو جو لوگ
اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِیْرٌ ﴿۷﴾ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَ
تم میں یقین لائے ہیں اور خرچ کرتے ہیں اُن کو بڑا ثواب ہے ف۹ اور تم کو کیا ہوا کہ یقین نہیں لاتے اللہ پر اور
الرَّسُوْلُ یَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِیْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
رسول بلاتا ہے تم کو کہ یقین لاؤ اپنے رب پر اور لے چکا ہے تم سے عہد پکا اگر ہو تم
مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۸﴾ هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِهٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ
ماننے والے ف۱۰ وہی ہے جو اتارتا ہے اپنے بندے پر آیتیں صاف کہ نکال لائے تم کو
الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۹﴾ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا
اندھیروں سے اُجالے میں اور اللہ تم پر نرمی کرنیوالا ہے مہربان ف۱۱ اور تم کو کیا ہوا ہے کہ خرچ نہیں کرتے
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ
اللہ کی راہ میں اور اللہ ہی کو بچ رہتی ہر شے آسمانوں میں اور زمین میں ف۱۲ برابر نہیں تم میں

ف۵ یعنی اُس کی قلمرو سے نکل کر کہیں نہیں جا سکتے۔ تمام آسمان و زمین میں اُسی اکیلے کی حکومت ہے اور آخر کار سب کاموں کا فیصلہ وہیں سے ہوگا۔

ف۶ یعنی کبھی دن کو گھٹا کر رات بڑی کر دیتا ہے اور کبھی اس کے برعکس رات کو گھٹا کر دن بڑا کر دیتا ہے۔

ف۷ یعنی دلوں میں جو نیتیں اور ارادے پیدا ہوں یا خطرات و وساوس آئیں، وہ بھی اُس کے علم سے باہر نہیں۔

ف۸ یعنی جو مال تمہارے ہاتھ میں ہے اُس کا مالک اللہ ہے۔ تم صرف امین اور خزانچی ہو۔ لہٰذا جہاں وہ مالک بتلائے وہاں اُسکے نائب کی حیثیت سے خرچ کرو۔ اور یہ بھی ملحوظ رکھو کہ پہلے یہ مال دوسروں کے ہاتھ میں تھا اُن کے جانشین تم بنے۔ ظاہر ہے تمہارا جانشین کوئی اور بنایا جائیگا۔ پھر جب معلوم ہو کہ یہ چیز نہ پہلوں کے پاس رہی نہ تمہارے پاس رہیگی، تو ایسی زائل و فانی چیز سے اتنا دل لگانا مناسب نہیں کہ ضروری اور مناسب مواقع میں بھی آدمی خرچ کرنے سے کترائے۔

ف۹ لہٰذا ضروری ہے کہ جن لوگوں میں یہ صفت و خصلت موجود نہیں، اپنے اندر پیدا کریں اور جن میں موجود ہے اُس پر ہمیشہ مستقیم رہیں اور ایمان کے مقتضٰی پر عمل رکھیں۔

ف۱۰ یعنی اللہ پر ایمان لانے یا یقین و معرفت کے راستوں پر چلتے رہنے سے کیا چیز مانع ہو سکتی ہے۔ اور اس معاملہ میں سُستی یا تقاعد کیوں ہو جبکہ خدا کا رسُول تم کو کسی اجنبی اور غیر معقول چیز کی طرف نہیں، بلکہ تمہارے حقیقی پرورش کرنیوالے کی طرف دعوت دے رہا ہے جس کا اعتقاد تمہاری اصل فطرت میں ودیعت کر دیا گیا اور جس کی ربوبیت کا اقرار تم دنیا میں آنے سے پہلے کر چکے ہو۔ چنانچہ آج تک اُس اقرار کا کچھ نہ کچھ اثر بھی قلوب بنی آدم میں پایا جاتا ہے۔ پھر دلائل و براہین اور ارسال رُسل کے ذریعہ سے اُس ازلی عہد و پیمان کی یاد دہانی اور تجدید بھی کی گئی۔ اور انبیائے سابقین نے اپنی امتوں سے یہ عہد بھی لیا کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرینگے۔ اور تم میں بہت سے وہ بھی ہیں جو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر سمع و طاعت اور انفاق فی سبیل اللہ وغیرہ امور ایمانیہ پر کاربند رہنے کا پکا عہد کر چکے ہیں پس ان مبادی کے بعد کہاں گنجائش ہے کہ جو ماننے کا ارادہ رکھتا ہو وہ نہ مانے اور جو مان چکا ہو وہ اس سے انحراف کرنے لگے۔

ف۱۱ یعنی قرآن اتارا اور صداقت کے نشان دیئے تا ان کے ذریعہ سے تم کو کفر و جہل کی اندھیریوں سے نکال کر ایمان و علم کے اُجالے میں لے آئے۔ یہ اللہ کی بہت ہی بڑی شفقت اور مہربانی ہے، اگر سختی کرتا تو اُن ہی اندھیروں میں پڑا چھوڑ کر تم کو ہلاک کر دیتا۔ یا ایمان لانے کے بعد بھی پچھلی خطاؤں کو معاف نہ کرتا۔

ف۱۲ یعنی مالک فنا ہو جاتا ہے اور مُلک اللہ کا بچ رہتا ہے اور وَیسے تو ہمیشہ اُسی کا مال تھا۔ پھر اُس کے مال میں سے اُسکے حکم کے موافق خرچ کرنا بھاری کیوں معلوم ہو۔ خوشی اور اختیار سے نہ دو گے تو بے اختیار اُسی کے پاس پہنچیگا۔ بندگی کا اقتضاء یہ ہے کہ خوشدلی سے پیش کرے اور اُس کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے فقر و افلاس سے نہ ڈرے، کیونکہ زمین و آسمان کے خزانوں کا مالک اللہ ہے۔ کیا اُس کے راستہ میں خوشدلی سے خرچ کرنے والا بھوکا رہیگا؟ "وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالًا"

مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ
جس نے کہ خرچ کیا فتح مکہ سے پہلے ف۱ اور لڑائی کی، اُن لوگوں کا درجہ بڑا ہے اُن
الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا
سے جو کہ خرچ کریں اُس کے بعد اور لڑائی کریں اور سب سے وعدہ کیا ہے اللہ نے خوبی کا ف۲ اور اللہ کو
تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۰﴾ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ
خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو ف۳ کون ہے ایسا کہ قرض دے اللہ کو اچھی طرح، پھر وہ اُسکو دونا کر دے
لَهٗ وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۱﴾ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى
اُسکے واسطے اور اُسکو ملے ثواب عزت کا ف۴ جس دن تو دیکھے ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو دوڑتی ہوئی
نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ
چلتی ہے اُنکی روشنی اُن کے آگے اور اُنکے داہنے ف۵ خوشخبری ہے تمکو آج کے دن باغ ہیں کہ نیچے بہتی ہیں
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾ يَوْمَ
جن کے نہریں سدا رہو اُن میں یہ جو ہے یہی ہے بڑی مُراد ملنی ف۶ جس دن
يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ
کہیں گے دغاباز مرد اور عورتیں ایمان والوں کو راہ دیکھو ہماری، ہم بھی روشنی لے لیں
مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ
تمہارے نور سے کوئی کہیگا لوٹ جاؤ پیچھے پھر ڈھونڈ لو روشنی پھر کھڑی کر دیجائے اُنکے بیچ میں
بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾ ؕ
ایک دیوار جس میں ہوگا دروازہ اُس کے اندر رحمت ہوگی اور باہر کی طرف عذاب ف۷
يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَ
یہ اُن کو پکارینگے کیا ہم نہ تھے تمہارے ساتھ ف۸ کہینگے کیوں نہیں لیکن تم نے بچلا دیا اپنے آپ کو اور
تَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ
راہ دیکھتے رہے اور دھوکے میں پڑے اور بہک گئے اپنے خیالوں پر یہاں تک کہ آپہنچا حکم اللہ کا اور تم کو بہکا دیا

ع ۱۷

ف۱ اور بعض نے فتح سے مُراد صلح حُدیبیہ لی ہے۔ اور بعض روایات سے اِسی کی تائید ہوتی ہے۔

ف۲ یعنی یوں تو اللہ کے راستہ میں کسی وقت بھی خرچ کیا جائے اور جہاد کیا جائے وہ اچھا ہے خدا اُس کا بہترین بدلہ دنیا یا آخرت میں دیگا، لیکن جن مقدور والوں نے "فتح مکہ" یا "حُدیبیہ" سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا، وہ بڑے درجے لے اُڑے، بعد والے مسلمان اُن کو نہیں پہنچ سکتے کیونکہ وہ وقت تھا کہ حق کے ماننے والے اور اُس پر لڑنیوالے اقل قلیل تھے۔ اور دنیا کافروں اور باطل پرستوں سے بھری ہوئی تھی اُس وقت اسلام کو جانی اور مالی قربانیوں کی ضرورت زیادہ تھی اور مجاہدین کو بظاہر اسباب اموال و غنائم وغیرہ کی توقعات بہت کم۔ ایسے حالات میں ایمان لانا اور خدا کے راستہ میں جان و مال لُٹا دینا بڑے اولوالعزم اور پہاڑ سے زیادہ ثابت قدم انسانوں کا کام ہے۔ فرضی اللہ عنہم و رضوا عنہ ورزقنا اللہ اتباعہم وحبہم۔ اٰمین۔

ف۳ یعنی اللہ کو سب خبر ہے کہ کس کا عمل کس درجہ کا ہے اور اُس میں اخلاص کا وزن کتنا ہے اپنے اسی علم کے موافق ہر ایک سے معاملہ کرے گا۔

ف۴ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "قرض کے معنی یہ کہ اس وقت جہاد میں خرچ کرو۔ پھر تم ہی دولتیں برتو گے (اور آخرت میں بڑے مرتبے پاؤ گے)۔ یہ ہی معنی ہیں دُونے کے۔ ورنہ مالک میں اور غلام میں سُود بیاج نہیں۔ جو دیا سو اُس کا جو نہ دیا سو اُس کا۔"

ف۵ میدانِ حشر سے جس وقت پُلصراط پر جائیں گے سخت اندھیرا ہوگا تب اپنے ایمان اور عمل صالح کی روشنی ساتھ ہوگی۔ شاید ایمان کی روشنی جس کا محل قلب ہے آگے ہو اور عمل صالح کی داہنے کیونکہ نیک عمل داہنی طرف جمع ہوتے ہیں۔ جس درجہ کا کسی کا ایمان و عمل ہوگا اسی درجہ کی روشنی ملیگی۔ اور غالباً اس اُمّت کی روشنی اپنے نبی کے طفیل دوسری اُمتوں کی روشنی سے زیادہ صاف اور تیز ہوگی بعض روایات سے بائیں جانب بھی روشنی کا ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اُس کا مطلب شاید یہ ہوگا کہ روشنی کا اثر ہر طرف پہنچے گا۔ واللہ اعلم۔

ف۶ کیونکہ جنت اللہ کی خوشنودی کا مقام ہے۔ جو وہاں پہنچ گیا سب مُرادیں مل گئیں۔

ف۷ یعنی مومنین اور منافقین کے بیچ میں دیوار کھڑی کر دیجائیگی جس میں دروازہ ہوگا۔ اس دروازہ سے مومن جنت کی طرف جا کر منافقوں کی نظر سے اوجھل ہو جائینگے۔ دروازہ کے اندر پہنچ کر جنت کا سماں ہوگا اور اِدھر دروازہ سے باہر عذاب الٰہی کا منظر دکھائی دیگا۔

ف۸ قصّہ یہ ہے کہ کھلے ہوئے کافر پُلصراط پر نہیں چلیں گے۔ بلکہ پہلے ہی دوزخ میں اُس کے دروازوں سے دھکیل دیئے جائینگے ہاں جو کسی نبی کی اُمت میں ہیں سچے یا کچے انہیں پُل صراط سے گذرنے کا حکم ہوگا۔ اُس پر چڑھنے سے پہلے ایک سخت اندھیری لوگوں کو گھیر لیگی۔ اس وقت ایمان والوں کے ساتھ روشنی ہوگی۔ منافق بھی اُن کی روشنی میں پیچھے پیچھے چلنا چاہیں گے لیکن مومن جلد آگے بڑھ جائینگے اس لئے اُن کی روشنی منافقین سے دُور ہوتی جائیگی تب وہ پُکاریں گے کہ میاں ذرا ٹھہرو، ہم کو اندھیرے میں پیچھے چھوڑ کر مت جاؤ۔ تھوڑا انتظار کرو کہ ہم بھی تم سے مل جائیں اور تمہاری روشنی سے استفادہ کریں۔ آخر ہم دنیا میں تمہارے ساتھ ہی رہتے تھے اور ہمارا شمار بھی بظاہر مسلمانوں میں ہوتا تھا اب اس مصیبت کے وقت ہم کو اندھیرے میں پڑا چھوڑ کر کہاں جاتے ہو کیا رفاقت کا حق یہ ہی ہے۔ جواب ملیگا کہ پیچھے لوٹ کر روشنی تلاش کرو اگر مل سکے تو وہاں سے لے آؤ۔ یہ سُن کر پیچھے ہٹیں گے اتنے میں دیوار دونوں فریق کے درمیان حائل ہو جائیگی یعنی روشنی دنیا میں کمائی جاتی ہے وہ جگہ پیچھے چھوڑ آئے یا پیچھے سے وہ جگہ مُراد ہو جہاں پُلصراط پر چڑھنے سے پہلے نور تقسیم کیا گیا تھا۔

ف۱ یعنی بیشک دنیا میں بظاہر تم ہمارے ساتھ تھے اور زبان سے دعویٰ اسلام کا کرتے تھے لیکن اندرونی حال یہ تھا کہ لذات و شہوات میں پڑ کر تم نے نفاق کا راستہ اختیار کیا اور اپنے نفس کو دھوکا دیکر ہلاکت میں ڈالا۔ پھر توبہ نہ کی بلکہ راہ دیکھتے رہے کہ کب اسلام اور مسلمانوں پر کوئی افتاد پڑتی ہے اور دین کے متعلق شکوک و شبہات کی دلدل میں پھنسے رہے۔ یہ ہی دھوکا رہا کہ آگے ان منافقانہ چالوں کا کچھ خمیازہ بھگتنا نہیں۔ بلکہ یہ خیالات اور اُمیدیں پکالیں کہ چند روز میں اسلام اور مسلمانوں کا یہ سب قصہ ٹھنڈا ہو جائیگا۔ آخر ہم ہی غالب ہونگے۔ رہا آخرت کا قصہ، سو وہاں بھی کسی نہ کسی طرح چھوٹ ہی جائینگے۔ ان ہی خیالات میں مست تھے کہ اللہ کا حکم آ پہنچا اور موت نے آ دبایا اور اُس بڑے دغاباز (شیطان) نے تمکو بہکا کر ایسا کھو دیا کہ اب سبیل رستگاری کی نہیں رہی۔

بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿١٤﴾ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اللہ کے نام سے اُس دغاباز نے ف۱ سو آج تم سے قبول نہ ہوگا فِدیہ دینا اور نہ مُنکروں سے

مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۭ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿١٥﴾ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ

تم سب کا گھر دوزخ ہے، وہی ہے رفیق تمہاری، اور بُری جگہ جا پہنچے ف۲ کیا وقت نہیں آیا ایمان

اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا

والوں کو کہ گڑگڑائیں اُنکے دل اللہ کی یاد سے اور جو اُترا ہے سچا دین ف۳ اور نہ ہوں

كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ

اُن جیسے جن کو کتاب ملی تھی اِس سے پہلے پھر دراز گذری اُن پر مدت پھر سخت ہوگئے

قُلُوْبُهُمْ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿١٦﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ

اُن کے دل اور بہت اُن میں نافرمان ہیں ف۴ جان رکھو کہ اللہ زندہ کرتا ہے زمین کو

بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿١٧﴾ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ

اُسکے مرجانیکے بعد ہم نے کھول کر سُنا دیئے تم کو پتے اگر تم کو سمجھ ہے ف۵ تحقیق جو لوگ خیرات کرنیوالے

وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ

ہیں، مرد اور عورتیں اور قرض دیتے ہیں اللہ کو اچھی طرح اُن کو ملتا ہے دونا اور اُن کو

اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿١٨﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ڰ

ثواب ہے عزت کا ف۶ اور جو لوگ یقین لائے اللہ پر اور اُس کے سب رسُولوں پر، وہی ہیں سچے ایمان والے

وَالشُّهَدَاۗءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا

اور لوگوں کا احوال بتلانیوالے اپنے رب کے پاس اُنکے واسطے ہے اُنکا ثواب اور اُنکی روشنی ف۷ اور جو لوگ منکر ہوئے اور جھٹلایا

بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿١٩﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ ع ٢/١٨

ہماری باتوں کو وہ ہیں دوزخ کے لوگ ف۸ جان رکھو کہ دنیا کی زندگانی یہی ہے کھیل

وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ

اور تماشا اور بناؤ اور بڑائیاں کرنی آپس میں اور بہتایت ڈھونڈنی مال کی اور اولاد کی

ف۲ یعنی بالفرض اگر آج تم (منافق) اور جو کھلے بندوں کافر تھے کچھ معاوضہ وغیرہ دیکر سزا سے بچنا چاہو تو اُس کے منظور کئے جانے کی کوئی صورت نہیں۔ بس تم سب کو اب اسی گھر میں رہنا ہے۔ یہ ہی دوزخ کی آگ تمہارا ٹھکانا ہے اور یہ ہی رفیق ہے۔ کسی دوسرے سے رفاقت کی توقع مت رکھو۔

ف۳ یعنی وقت آگیا ہے کہ مومنین کے دل قرآن اور اللہ کی یاد اور اُسکے سچے دین کے سامنے جُھک جائیں۔ اور نرم ہو کر گڑگڑانے لگیں۔

ف۴ یعنی ایمان وہ ہی ہے کہ دل نرم ہو، نصیحت اور خدا کی یاد کا اثر جلد قبول کرے۔ شروع میں اہل کتاب یہ باتیں پیغمبروں کی صحبت میں پاتے تھے۔ مُدت کے بعد غفلت چھاتی گئی۔ دل سخت ہو گئے وہ بات نہ رہی، اکثروں نے سخت سرکشی اور نافرمانیاں شروع کر دیں۔ اب مسلمانوں کی باری آئی ہے کہ وہ اپنے پیغمبر کی صحبت میں رہ کر نرم دلی، انقیاد کامل اور خشوع لذکر اللہ کی صفات سے متصف ہوں اور اس مقام بلند پر پہنچیں جہاں کوئی اُمت نہ پہنچی تھی۔

ف۵ یعنی عرب لوگ جاہل اور گمراہ تھے جیسے مردہ زمین۔ اب اللہ نے اُن کو ایمان اور علم کی رُوح سے زندہ کیا۔ اور اُن میں سب کمال پیدا کر دیئے۔ غرض کسی مُردہ سے مُردہ انسان کو مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ سچی توبہ کر لے تو اللہ پھر اُس کے قالب میں رُوح حیات پھُونک دے گا۔

ف۶ یعنی جو اللہ کے راستہ میں خالص نیّت سے اُسکی خوشنودی کی خاطر خرچ کریں اور غیر اللہ سے کسی بدلہ یا شکریہ کے طلبگار نہ ہوں گویا وہ اللہ کو قرض دیتے ہیں۔ سو اطمینان رکھیں کہ اُن کا دیا ہوا ضائع نہ ہوگا۔ بلکہ کئی گنا کر کے لوٹایا جائیگا۔

ف۷ مترجم محقق رحمہ اللہ نے بظاہر "الشھداء" کا عطف "الصدیقون" پر مانا ہے۔ یعنی جو لوگ اللہ پر اور اسکے سب رسولوں پر پوری طرح یقین لائے (اور اس یقین کا اثر انکے اعمال و احوال میں ظاہر ہونا چاہیئے) تو سچے اور پکے ایماندار یہ ہی ہیں۔ اور اللہ کے ہاں یہی حضرات بطور گواہ کے دوسرے لوگوں کا حال بتلائیں گے۔ کما قال "وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَي النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا" (بقرۃ۔ رکوع ۱۷) آخرۃ میں ان سچے ایمان داروں کو اپنے اپنے عمل اور درجۂ ایمان کے موافق ثواب اور روشنی عطا ہوگی (آیت کی تفسیر اور بھی کئی طرح کی گئی ہے مگر رعایت اختصار اُنکے نقل کی اجازت نہیں دیتی)۔

ف۸ یعنی دوزخ اصل میں ان ہی کے لئے بنی ہے۔

كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ

جیسے حالت ایک مینہ کی جو خوش لگا کسانوں کو اُس کا سبزہ پھر زور پر آتا ہے پھر تو دیکھے زرد ہو گیا پھر ہو جاتا ہے

حُطَامًا ؕ وَفِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ؕ

روندا ہوا گھاس اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور معافی بھی ہے اللہ سے اور رضامندی

وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿٢٠﴾ سَابِقُوْۤا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ

اور دنیا کی زندگانی تو یہی ہے مال دغا کا ف۱ دوڑو اپنے رب کی معافی کی

رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِیْنَ

طرف کو اور بہشت کو ف۲ جس کا پھیلاؤ ہے جیسے پھیلاؤ آسمان اور زمین کا ف۳ تیار رکھی ہے واسطے اُنکے جو

اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو

یقین لائے اللہ پر اور اسکے رسُولوں پر، یہ فضل اللہ کا ہے دے اُس کو جس کو چاہے اور اللہ کا

الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴿٢١﴾ مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا

فضل بڑا ہے ف۴ کوئی آفت نہیں پڑتی ملک میں اور نہ

فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَی

تمہاری جانوں میں جو لکھی نہ ہو ایک کتاب میں پہلے اس سے کہ پیدا کریں ہم اسکو دنیا میں ف۵ بیشک یہ

اللّٰهِ یَسِیْرٌ ﴿٢٢﴾ لِّكَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَاۤ اٰتٰىكُمْ ؕ

اللہ پر آسان ہے ف۶ تاکہ تم غم نہ کھایا کرو اُس پر جو ہاتھ نہ آیا اور نہ شیخی کیا کرو اُس پر جو تمکو اُس نے دیا ف۷

وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ﴿٢٣﴾ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَیَاْمُرُوْنَ

اور اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اِترانے والا بڑائی مارنیوالا وہ جو کہ آپ نہ دیں اور سکھلائیں

النَّاسَ بِالْبُخْلِ ؕ وَمَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿٢٤﴾ لَقَدْ اَرْسَلْنَا

لوگوں کو بھی نہ دینا ف۸ اور جو کوئی منہ موڑے تو اللہ آپ ہے بے پروا سب خوبیوں کے ساتھ موصوف ف۹ ہم نے بھیجے

رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ

ہیں اپنے رسُول نشانیاں دیکر اور اُتاری اُن کے ساتھ کتاب اور ترازو تاکہ لوگ سیدھے رہیں انصاف پر ف۱۰

ف۱ آدمی کو اوّل عمر میں کھیل چاہیئے، پھر تماشا، پھر بناؤ سنگار (اور فیشن) پھر ساکھ بڑھانا، اور نام و نمود حاصل کرنا، پھر موت کے دن قریب آئیں تو مال و اولاد کی فکر کہ پیچھے میرا گھر بار بنا رہے اور اولاد آسودگی سے بسر کرے۔ مگر یہ سب ٹھاٹھ سامان فانی اور زائل ہیں۔ جیسے کھیتی کی رونق و بہار چند روزہ ہوتی ہے، پھر زرد پڑ جاتی ہے اور آدمی اور جانور اُس کو روند کر چورا کر دیتے ہیں۔ اُس شادابی اور خوبصورتی کا نام و نشان نہیں رہتا۔ یہ ہی حال دنیا کی زندگانی اور اُس کے ساز و سامان کا سمجھو کہ وہ فی الحقیقت ایک دغا کی پونجی اور دھوکے کی ٹٹی ہے۔ آدمی اسکی عارضی بہار سے فریب کھا کر اپنا انجام تباہ کر لیتا ہے۔ حالانکہ موت کے بعد یہ چیزیں کام آنیوالی نہیں۔ وہاں کچھ اور ہی کام آئیگا یعنی ایمان اور عمل صالح۔ جو شخص دنیا سے یہ چیز کما کر لے گیا، سمجھو بیڑا پار ہے۔ آخرت میں اس کے لئے مالک کی خوشنودی و رضامندی۔ اور جو دولتِ ایمان سے تہی دست رہا اور کفر و عصیان کا بوجھ لے کر پہنچا اُس کے لئے سخت عذاب اور جس نے ایمان کے باوجود اعمال میں کوتاہی کی اس کے لئے جلد یا بدیر دھکے ٹکے کھا کر معافی ہے۔ دنیا کا خلاصہ وہ تھا، آخرت کا یہ ہوا۔

ف۲ یعنی موت سے پہلے وہ سامان کر لو جس سے کوتاہیاں معاف ہوں اور بہشت ملے۔ اس کام میں سُستی اور دیر کرنا مناسب نہیں۔

ف۳ یعنی آسمان اور زمین دونوں کو اگر ملا کر رکھا جائے تو اس کی برابر جنت کا عرض ہوگا۔ طول کتنا ہوگا؟ یہ اللہ ہی جانے۔

ف۴ یعنی ایمان و عمل بیشک حصول جنت کے اسباب ہیں لیکن حقیقت میں ملتی ہے اللہ کے فضل سے۔ اُس کا فضل نہ ہو تو سزا سے چھوٹنا ہی مشکل ہے جنت ملنے کا تو ذکر کیا۔

ف۵ ملک میں جو عام آفت آئے مثلاً قحط، زلزلہ وغیرہ اور خود تم کو جو مصیبت لاحق ہو مثلاً مرض وغیرہ وہ سب اللہ کے علم میں قدیم سے طے شدہ ہے اور لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔ اُسی کے موافق دنیا میں ظہور ہو کر رہیگا۔ ایک ذرّہ بھر کم و بیش یا پس و پیش نہیں ہو سکتا۔

ف۶ یعنی اللہ کو ہر چیز کا علم ذاتی ہے کچھ محنت سے حاصل کرنا نہیں پڑا پھر اپنے علم محیط کے موافق تمام واقعات و حوادث کو قبل از وقوع کتاب (لوحِ محفوظ) میں درج کر دینا اُس کے لئے کیا مشکل ہے۔

ف۷ یعنی اس حقیقت پر اس لئے مطلع کر دیا کہ تم خوب سمجھ لو کہ جو بھلائی تمہارے لئے مقدر ہے ضرور پہنچ کر رہیگی اور جو مقدر نہیں وہ کبھی ہاتھ نہیں آسکتی۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے علم قدیم میں ٹھہر چکا ہے، ویسا ہی ہو کر رہیگا۔ لہٰذا جو فائدہ کی چیز ہاتھ نہ لگے اُس پر غمگین و مضطرب ہو کر پریشان خاطر ہو اور جو قسمت سے ہاتھ لگ جائے اُس پر اکڑو اور اِتراؤ نہیں بلکہ مصیبت و ناکامی کے وقت صبر و تسلیم، اور راحت و کامیابی کے وقت شکر و تحمید سے کام لو۔ (تنبیہ) پہلے اِعْلَمُوْۤا اَنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ الخ میں بتلایا تھا کہ دنیا کے سامان عیش و طرب میں پڑ کر آدمی کو آخرت سے غافل نہ ہونا چاہیئے۔ آیۂ ہٰذا میں متنبہ فرما دیا کہ یہاں کی تکالیف و مصائب میں گھِر کر چاہیئے کہ حدِ اعتدال سے تجاوز نہ کرے۔

ف۸ اکثر متکبر مالداروں کی حالت یہ ہی ہوتی ہے کہ بڑائی اور شیخی تو بہت مارینگے مگر خرچ کرنے کے نام پیسہ جیب سے نہ نکلے گا۔ کسی اچھے کام میں خود دینے کی توفیق نہ ہوگی اور اپنے قول و فعل سے دوسروں کو بھی یہ ہی سبق پڑھائیں گے۔ موقع پر بڑھ کر خرچ کرنا متوکلوں اور ہمت والوں کا کام ہے جو پیسہ سے محبت نہیں کرتے، اور جانتے ہیں کہ سختی اور نرمی سب اُسی مالک علی الاطلاق کی طرف سے ہے۔

ف۹ یعنی تمہارے خرچ کرنے یا نہ کرنے سے اُس کو کوئی فائدہ یا نقصان نہیں پہنچتا۔ وہ تو بے نیاز اور بے پروا ذات ہے۔ تمام خوبیاں علی وجہ الکمال اُس کی ذات میں جمع ہیں۔ تمہارے کسی فعل سے اُس کی کسی خوبی میں اضافہ نہیں ہوتا۔ جو کچھ نفع نقصان ہے تمہارا ہے۔ خرچ کرو گے خود فائدہ اُٹھاؤ گے، نہ کرو گے گھاٹے میں رہو گے۔

ف۱۰ کتاب اور ترازو۔ شاید اسی تولنے کی ترازو کو کہا کہ اُس کے ذریعہ سے بھی حقوق ادا کرنے اور لین دین میں انصاف ہوتا ہے یعنی کتاب اللہ اس لئے اتاری کہ لوگ عقائد اور اخلاق و اعمال میں سیدھے انصاف کی راہ چلیں۔ افراط و تفریط کے راستہ پر قدم نہ ڈالیں اور ترازو اس لئے پیدا کی کہ بیع و شراء وغیرہ معاملات میں انصاف کا پلّہ کسی طرف اُٹھا، یا جھکا نہ رہے۔ اور ممکن ہے "ترازو" شریعت کو فرمایا ہو۔ جو تمام اعمال قلبیہ و قالبیہ کے حُسن و قبح کو ٹھیک جانچ تول کر بتلاتی ہے۔ واللہ اعلم۔

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ
اور ہم نے اتارا لوہا ف۱ اُس میں سخت لڑائی ہے اور لوگوں کے کام چلتے ہیں ف۲ اور تاکہ معلوم کرے اللہ

ع ۳ ۱۹ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا
کون مدد کرتا ہے اُسکی اور اُسکے رسُولوں کی بِن دیکھے ف۳ بیشک اللہ زور آور ہے زبردست ف۴ اور ہم نے بھیجا نوح کو

وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ
اور ابراہیم کو اور ٹھہرادی دونوں کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب ف۵ پھر کوئی اُن میں راہ پر ہے اور بہت

مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ
اُن میں نافرمان ہیں ف۶ پھر پیچھے بھیجے اُنکے قدموں پر اپنے رسُول ف۷ اور پیچھے بھیجا ہم نے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو

وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ڏ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۭ
اور اُسکو ہم نے دی انجیل ف۸ اور رکھ دی اُسکے ساتھ چلنے والوں کے دل میں نرمی اور مہربانی ف۹

وَرَهْبَانِيَّةَۨ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا
اور ایک ترک کرنا دنیا کا جو انہوں نے نئی بات نکالی تھی ہم نے نہیں لکھا تھا یہ اُن پر مگر کیا چاہنے کو اللہ کی رضامندی پھر نہ

رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾
نباہا اُسکو جیسا چاہیے تھا نباہنا ف۱۰ پھر دیا ہم نے اُن لوگوں کو جو اُن میں ایماندار تھے اُن کا بدلہ اور بہت اُن میں نافرمان ہیں ف۱۱

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ
اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور یقین لاؤ اُسکے رسُول پر دے گا تم کو دو حصے اپنی رحمت سے

وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۸﴾
اور رکھ دیگا تم میں روشنی جس کو لیے پھرو اور تم کو معاف کریگا اور اللہ معاف کرنیوالا ہے مہربان ف۱۲

لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ
تاکہ نہ جانیں کتاب والے کہ پا نہیں سکتے کوئی چیز اللہ کے فضل میں سے

ع ۴ ۲۰ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾
اور یہ کہ بزرگی اللہ کے ہاتھ ہے دیتا ہے جس کو چاہے اور اللہ کا فضل بڑا ہے ف۱۳

ف۱ یعنی اپنی قدرت سے پیدا کیا اور زمین میں اُس کی کانیں رکھ دیں۔ ف۲ یعنی لوہے سے لڑائی کے سامان (اسلحہ وغیرہ) تیار ہوتے ہیں۔ اور لوگوں کے بہت سے کام چلتے ہیں۔

ف۳ یعنی جو آسمانی کتاب سے راہِ راست پر نہ آئیں اور انصاف کی ترازو کو دنیا میں سیدھا نہ رکھیں، ضرورت پڑیگی کہ اُنکی گوشمالی کیجائے اور ظالم وکجرو معاندین پر اللہ ورسول کے احکام کا وقار واقتدار قائم رکھا جائے۔ اُس وقت شمشیر کے قبضہ پر ہاتھ ڈالنا اور ایک خالص دینی جہاد میں اسی لوہے سے کام لینا ہوگا۔ اُس وقت کھل جائیگا کہ کونسے وفادار بندے ہیں جو بن دیکھے خدا کی محبت میں آخرت کے غائبانہ اجر وثواب پر یقین کرکے اُس کے دین اور اُس کے رسُولوں کی مدد کرتے ہیں۔ ف۴ یعنی جہاد کی تعلیم وترغیب اس لئے نہیں دیگئی کہ اللہ کچھ تمہاری امداد واعانت کا محتاج ہے۔ بھلا اُس زور آور اور زبردست ہستی کو کمزور مخلوق کی کیا حاجت ہوسکتی تھی۔ ہاں تمہاری وفاداری کا امتحان مقصود ہے تا جو بندے اس میں کامیاب ہوں اُن کو اعلیٰ مقامات پر پہنچایا جائے۔

ف۵ یعنی پیغمبری اور کتاب کیلئے ان دونوں کی نسل کو چن لیا کہ انکے بعد یہ دولت ان کی ذریت سے باہر نہ جائیگی۔

ف۶ جن لوگوں کی طرف وہ بھیجے گئے تھے یا یوں کہو کہ ان دونوں کی اولاد میں سے بعضے راہ پر رہے اور اکثر نافرمان ثابت ہوئے۔

ف۷ یعنی پچھلے رسول ان ہی پہلوں کے نقشِ قدم پر تھے اصولی حیثیت سے سب کی تعلیم ایک تھی۔

ف۸ یعنی آخر میں انبیائے بنی اسرائیل کے خاتم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل دے کر بھیجا۔

ف۹ یعنی حضرت مسیحؑ کے ساتھی جو واقعی اُن کے طریقہ پر چلنے والے تھے اُن کے دلوں میں اللہ نے نرمی رکھی تھی۔ وہ خلقِ خدا کے ساتھ محبت و شفقت کا برتاؤ کرتے اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی سے پیش آتے تھے۔

ف۱۰ یعنی آگے چل کر حضرت مسیحؑ کے متبعین نے بے دین بادشاہوں سے تنگ ہوکر اور دنیا کے مخمصوں سے گھبرا کر ایک بدعت رہبانیت کی نکالی، جس کا حکم اللہ کی طرف سے نہیں دیا گیا تھا۔ مگر نیت اُن کی یہی تھی کہ اللہ کی خوشنودی حاصل کریں۔ پھر اُس کو پوری طرح نباہ نہ سکے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یہ فقیری اور تارک الدنیا بننا۔ نصاریٰ نے رسم نکالی، جنگل میں تکیہ بنا کر بیٹھے، نہ جورو رکھتے نہ بیٹا، نہ کماتے نہ جوڑتے، محض عبادت میں لگے رہتے، خلق سے نہ ملتے، اللہ نے بندوں کو یہ حکم نہیں دیا (کہ اس طرح دنیا چھوڑ کر بیٹھ رہیں) مگر جب اپنے اُوپر ترک دنیا کا نام رکھا، پھر اس پردے میں دنیا چاہنا بڑا وبال ہے۔" شریعت حقہ اسلامیہ نے اس اعتدال فطری سے متجاوز رہبانیت کی اجازت نہیں دی۔ ہاں بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ "اس اُمت کی رہبانیت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔" کیونکہ مجاہد اپنے سب حظوظ وتعلقات سے واقعی الگ ہوکر اللہ کے راستہ میں نکلتا ہے۔ (تنبیہ) "بدعت" کہتے ہیں ایسا کام کرنا جس کی اصل کتاب وسنت اور قرون مشہود لہا بالخیر میں نہ ہو، اور اُس کو دین اور ثواب کا کام سمجھ کر کیا جائے۔

ف۱۱ یعنی اُن میں کے اکثر نافرمان ہیں۔ اسی لیے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر باوجود دل میں یقین رکھنے کے ایمان نہیں لاتے۔

ف۱۲ یعنی اس رسُول کے تابع رہو کہ یہ نعمتیں پاؤ۔ گذشتہ خطاؤں کی معافی اور ہر عمل کا دونا ثواب اور روشنی لیے پھرو یعنی تمہارا وجود ایمان وتقویٰ سے نورانی ہوجائے۔ اور آخرت میں یہی نور تمہارے آگے اور داہنی طرف چلے۔ (تنبیہ) احقر کے خیال میں یہ خطاب ان اہلِ کتاب کو ہے جو حضورؐ پر ایمان لاچکے تھے۔ اِس تقدیر پر "وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ" سے ایمان پر ثابت ومستقیم رہنا مراد ہوگا۔ باقی اہلِ کتاب کو دونا ثواب ملنے کا کچھ بیان سورۂ "قصص" میں گذر چکا ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔ ف۱۳ یعنی اہل کتاب پہلے پیغمبروں کے احوال سُن کر پچھتاتے کہ افسوس ہم اُن سے دُور پڑگئے۔ ہم کو وہ درجے ملنے محال ہیں جو نبیوں کی صحبت سے حاصل ہوتے ہیں۔ سو یہ رسُول، اللہ نے کھڑا کیا اسکی صحبت میں پہلے سے دونا کمال اور بزرگی مل سکتی ہے۔ اور اللہ کا فضل بند نہیں ہوگیا۔ (تنبیہ) حضرت شاہ صاحبؒ نے آیت کی تفسیر اسی طرح کی ہے لیکن اکثر سلف سے یہ منقول ہے کہ یہاں "لِئَلَّا يَعْلَمَ" بمعنی "لِكَيْ يَعْلَمَ" کے ہے یعنی تاکہ جان لیں اہل کتاب (جو ایمان نہیں لائے) کہ وہ دسترس نہیں رکھتے اللہ کے فضل پر۔ اور فضل صرف اللہ کے ہاتھ ہے جس پر چاہے کردے۔ چنانچہ اہل کتاب میں سے جو خاتم الانبیاء پر ایمان لائے اُن پر یہ فضل کردیا کہ اُن کو دُوگنا اجر ملتا ہے اور گذشتہ خطاؤں کی معافی اور روشنی مرحمت ہوتی ہے۔ اور جو ایمان نہیں لائے وہ ان انعامات سے محروم ہیں۔ تم سورۃ الحدید فللّٰہ الحمد والمنہ۔